مدد صرف اللہ ہی سے کیوں؟

ایک دلچسپ مکالمہ

تألیف

قاری رب نواز حنفی

تلمیذ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا
محمد زرولی خان صاحب

پسند فرمودہ

مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب

مکتبہ عمر فاروق
4/501 شاہ فیصل کالونی
کراچی پوسٹ کوڈ 75230

جدید ایڈیشن

نام کتاب ---------------------- مدد صرف اللہ ہی سے کیوں؟

مؤلف ---------------------- مولانا قاری رب نواز حنفی

تاریخ طبع اول ---------------------- ۲۰۰۳ء / ۱۴۲۴ھ

تاریخ طبع دوم ---------------------- ۲۰۰۴ء / ۱۴۲۵ھ

تاریخ طبع سوئم ---------------------- ۲۰۰۴ء / ۱۴۲۵ھ

تعداد ---------------------- ایک ہزار

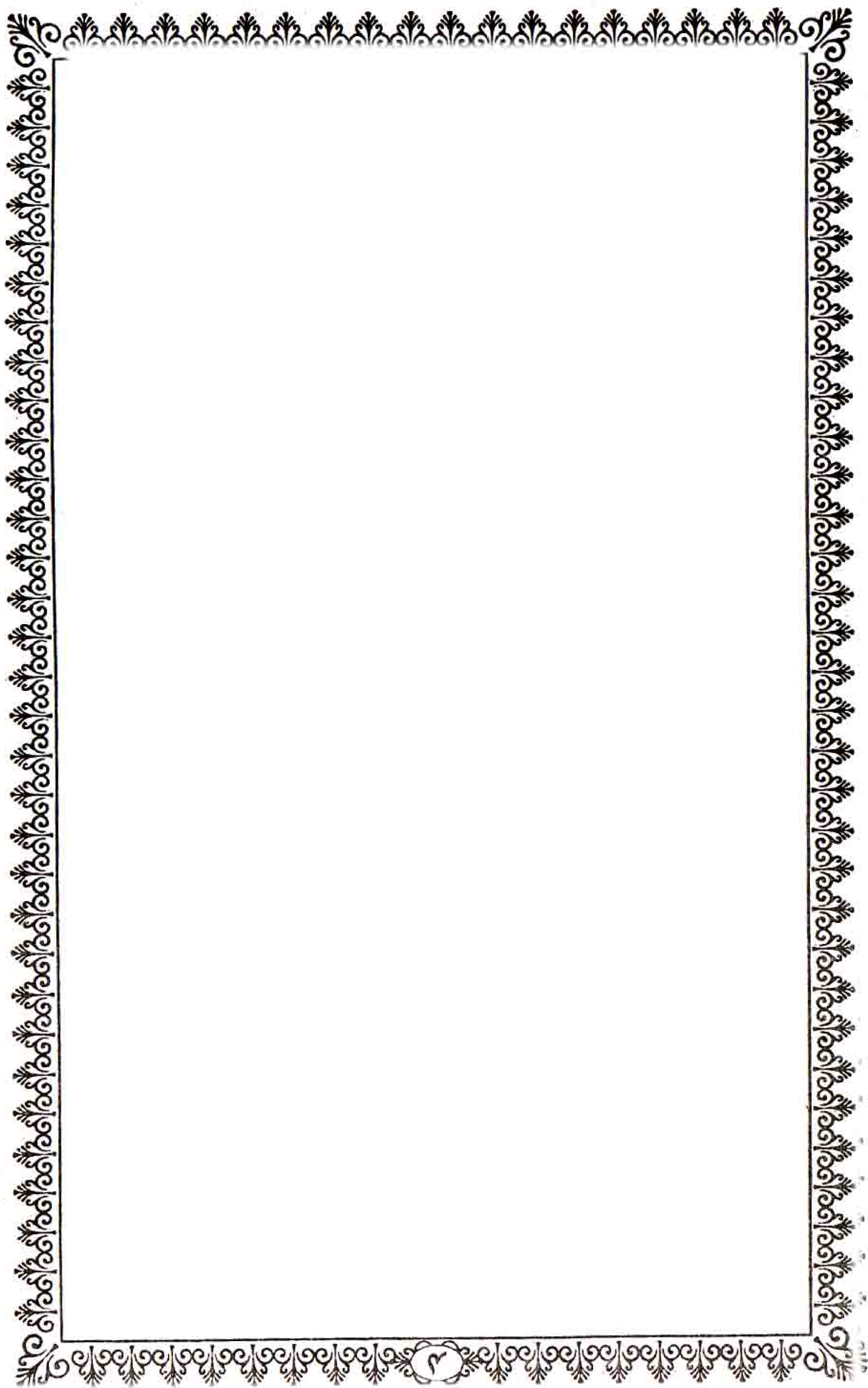
ناشر: مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

فون: ۴۵۹۴۱۴۴

ملنے کے پتے

- اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
- اقبال بک سینٹر، صدر کراچی
- مکتبہ بخاری، گلستان کالونی لیاری کراچی
- مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ فریدیہ، ای سیون اسلام آباد
- مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
- مکتبہ علمیہ، نزد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فہرست



پسند فرمودہ

مناظرِ اسلام استاذ الحدیث
حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

برادرم حضرت مولانا رب نواز حنفی ایک بہترین اور راسخ عالم دین ہیں، جنکے قلم سے توحید اور حق پرستی کے یلغار کی آواز گونجتی ہے مولانا موصوف نے بریلویت پر انوکھے انداز میں جو رسالہ تحریر فرمایا ہے انتہائی مدلل انداز اور تفہیم کے لحاظ سے نہایت بہترین رسالہ ہے احقر نے چند مقامات کا مطالعہ کیا انتہائی نافع محسوس ہوا اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ مولانا رب نواز کو ترقی عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول اور ذخیرہ آخرت بنائے۔

(آمین)

منظور احمد مینگل
۱۶/۱۱/۱۴۲۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث معہد الخلیل السلامی امام وخطیب مسجد باب السلام گولیمار ۲

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

برادرِ عزیز!

حضرت مولانا رب نواز حنفی نے یہ مختصر سا کتابچہ تحریر فرمایا ہے میں نے بعض مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ الحمد اللہ کتابچے کو دلچسپ، دلائل قرآنیہ سے مؤیداور تفہیم کے اعتبار سے بہت آسان پایا۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قبولیت عطا فرمائے عوام الناس کے عقائد کی درستگی کا ذریعہ بنائے حضرت مولانا کو دارین میں کامیابی عطا فرمائے۔ ان کی محنت وکاوش کو قبول فرمائے اور مزید اخلاص فرمائے۔

سعید احمد

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو حضور ﷺ اور خلفاء راشدین کے بعد اپنے والدین کی طرف منسوب کرتا ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری دینی سرگرمیوں میں میری حوصلہ افزائی کی۔

اس کے علاوہ میں اس تالیف کو اپنے مدرسہ جامعہ اسلامیہ امدادالعلوم پاپوش نگر اور جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کے اساتذہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی بدولت مجھے دینی علوم کی طرف رہنمائی ہوئی۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ لاماطۃ الشرک والبدعۃ من العرب والعجم ۔ وعلی آلہ واصحبہ الذین سعوافی اشاعۃ التوحید والسنۃ مقرنین۔

اما بعد

اللہ تعالٰی نے انسانیت کی ہدایت کیلئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا سلسلہ جاری کیا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے آنے کے بعد بعض لوگوں نے ایمان قبول کیا اور بعض نے انکار کیا۔

جتنے بھی منکرین ہوئے اگران میں ایک ملتی جلتی جو بات پا

ئی گئی وہ یہ کہ منکرین باوجود خدا کے قائل ہونے کے اللہ تعالٰی کے برگزیدہ بندوں کو بھی مشکل کشا اور حاجت روا مانتے رہے، اور یہ ہر دور کے منکرین سے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا نقطہ اختلاف رہا۔

اسلام میں جسطرح عبادت کے لائق ہونا صرف ایک خدا کی شان ہے فوق الاسباب کسی کی مدد کرنا بھی بس اسی کا کام ہے، قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم عبادت بھی ایک خدا کی کریں اور مافوق الاسباب مدد بھی صرف اسی ایک خدا سے مانگیں۔

"اِیاَّکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"

(ترجمہ) ہم تجھ ایک ہی کی عبادت کریں اور تجھ سے ہی (فوق الاسباب) مدد مانگیں۔

ہمارے دور کے بعض لوگ

قبروں سے مدد مانگنے اور اپنے نفع نقصان کی امیدیں باندھنے اور فوق الاسباب مدد

مانگنے پر وہ باقی مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ لوگ شرک کی اس دلدل میں پھنستے جارہے ہیں کہ انکو کوئی نکالنے کی کوشش کرے تو یہ بزرگوں کا گستاخ ہونیکا الزام لگاتے ہیں۔اس رسالے میں احقر نے دو دوستوں کے فرضی مکالمے کی صورت میں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ مافوق الاسباب مدد کے لائق صرف اللہ اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہمارا حاجت روا و مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قبول فرمائے اور میرے والدین،اساتذہ احقر و دیگر تمام مسلمانوں کیلئے دنیاو آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

حذیفہ اور شبیر دو دوست ہیں دونوں ایک ہی دکان پر کام کرتے ہیں۔ حذیفہ کا تعلق اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک سے ہے جبکہ شبیر کا تعلق بریلوی مسلک سے ہے، حذیفہ ایک مرتبہ دکان کی دیوار پر ایک اسٹیکر لگا رہا تھا جس میں ''صرف یا اللہ مدد'' لکھا ہوا تھا، یہ دیکھتے ہوئے شبیر نے گفتگو کا آغاز شروع کیا۔ جو کہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

شبیر:۔ حذیفہ یہ تم کیا لگا رہے ہو؟

حذیفہ:۔ بھئی'' آپ دیکھ نہیں رہے ''صرف یا اللہ مدد'' کا لکھا ہوا اسٹیکر لگا رہا ہوں۔

شبیر:۔ یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں ''صرف'' یا اللہ مدد کیوں لکھا ہے؟

حذیفہ:۔ تو آپ کے خیال میں اس اسٹیکر میں ''صرف'' نہیں ہونا چاہئے تھا

شبیر:۔ جی ہاں، صرف لگانے کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مدد نہیں کر سکتا۔

حذیفہ:۔ جی ہاں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فوق الاسباب مدد نہیں کر سکتا۔

شبیر:۔ لیکن ہمارے علماء تو بتاتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء بھی ہماری مدد کرتے ہیں لہٰذا مشکل میں انھیں بھی پکار سکتے ہیں۔

حذیفہ:۔ بھئی اسطرح کا عقیدہ رکھنا تو شرک ہے۔

شبیر:۔ یار ایک تو آپ لوگ ہر بات میں شرک شرک کی رٹ لگاتے رہتے ہیں کیا ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے۔ کیا ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ آسمان وزمین کا خالق اللہ ہے۔ چاند اور سورج اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔

حذیفہ:۔ یار تم تو غصے ہو گئے، چلو کل چھٹی ہے آپ میرے گھر تشریف لائیں میں وہاں آپ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل مسئلہ توحید سمجھاؤں گا انشاء اللہ۔

شبیر:۔ چلو صحیح ہے میں بھی کچھ سوالات ذہن نشین کر کے آؤنگا۔

دوسرے روز شبیر حذیفہ کے گھر پہنچ گیا اور علیک سلیک کے بعد دونوں میں ''صرف یا اللہ مدد''

کے عنوان پر بحث شروع ہوگئی۔
شبیر:۔ لو حذیفہ بھائی میں حاضر ہوگیا ہوں آج تم مجھے قائل کر دیا میں تمہیں قائل کر دونگا، آپ لوگ شرک شرک کی رٹ لگاتے رہتے ہیں حالانکہ میں کل بھی آپ کو کہہ چکا ہوں کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کیا اس کے باوجود بھی کوئی شرک کر سکتا ہے۔
حذیفہ:۔ بھئی جذباتی ہونیکی ضرورت نہیں میں انشاء اللہ آپکو مطمئن کر کے بھیجونگا یعنی آپ نے جو یہ کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ چاند سورج اللہ تعالیٰ نے بنائے۔ کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے تو بھئی یہ سب باتیں تو مشرکینِ عرب بھی مانتے تھے۔ اس کے باوجود وہ شرک کی گندگی میں پڑے تھے۔
شبیر:۔ یہ کیا کہہ رہے ہو بھائی کیا مشرکین کائنات کا خالق و مالک و نظامِ کائنات چلانے والا اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ کیا آپ اس پر کچھ دلائل دے سکتے ہیں۔؟
حذیفہ:۔ جی ہاں مشرکینِ عرب اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک، موت و زندگی دینے والا اور ساری کائنات کے نظام کو چلانے والا مانتے تھے، یہ دیکھو میرے ہاتھ میں ترجمے والا قرآن کریم ہے،
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْن"
(ترجمہ) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے بنایا تو وہ (مشرکین) یہی کہیں گے کہ اللہ نے پس یہ لوگ (پھر) کدھر اُلٹ جاتے ہیں۔
اسی طرح دیکھو یہ سورہ عنکبوت پارہ اکیس اور آیت نمبر ۶۱ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ والارض وَسَخَّرَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ"
(ترجمہ) اور اگر آپ ان (مشرکین) سے پوچھیں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور جس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ (مشرکین) لوگ یہی کہیں گے کہ وہ

اللہ ہے پھر کہاں الٹے جارہے ہیں۔ یہ دیکھو سورہ یونس پارہ نمبر ۱۱ آیت ۳۱ رکوع ۴ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ"

(ترجمہ) آپ ان (مشرکوں) سے کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان و زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا (یہ بتاؤ) کہ وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے، اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ (مشرکین) ضرور جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ نے، تو ان سے کہئے کہ پھر تم (شرک) سے کیوں پرہیز نہیں کرتے۔

اسی طرح مشرکینِ عرب نیک اعمال بھی کیا کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں سورہ انعام آیت نمبر ۱۳۶ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

"وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا"

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں (مشرکین) نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا ہے اور اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا حصہ ہے۔

تو آپ نے دیکھا میرے بھائی کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے نام کی زکوٰۃ بھی دیا کرتے تھے اسکے علاوہ آپ کو یہ بات بھی سن کر حیرانگی ہوگی کہ مشرکین عرب اپنے بچوں کا ختنہ بھی کیا کرتے تھے چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ جلدِ اول میں شاہ ولی اللہؒ نے مشرکینِ کے بچوں کے ختنے کا ذکر کیا ہے۔

اب میں آپکو مشرکین عرب کے کچھ اور نیک اعمال بتلاتا ہوں کہ باوجود اللہ تعالیٰ

کے ساتھ شرک کرنے کے مشرکین نیک اعمال بھی کرتے تھے۔

مشرکین اور عقیقہ:۔

مشرکین بچوں کا عقیقہ بھی کیا کرتے تھے۔(ملاحظہ فرمائے مستدرک جلد۴ وصفحہ نمبر ۲۲۸)

مشرکین اور عمرہ:۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالت کفر میں عمرہ کا احرام باندھا اور قبول اسلام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا عمرہ پورا کرو (نسائی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۳)۔

مشرکین اور اعتکاف:۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے ایامِ جاہلیت میں اعتکاف کی نذر مانی تھی کہ مسجد میں بیٹھوں گا لیکن نہ بیٹھ سکا آپ ﷺ نے فرمایا نذر پوری کرو (بخاری جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۷۴)۔

مشرکین اور طوافِ بیت اللہ:۔

مشرکین بیت اللہ کا طواف بھی کرتے تھے اور طواف کرتے وقت یہ تلبیہ پڑھتے تھے۔

"لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکاً ھُوَلَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ"

(ترجمہ) ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تیرا (مقرر کردہ) ہے تو اس کا مالک ہے وہ مالک نہیں۔(صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۴)

مشرکین روزہ بھی رکھتے تھے:۔

مشرکینِ عرب عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے۔

(البخاری ۱ صفحہ نمبر ۲۶۸)

مشرکین عرب اور بیت اللہ کی تعمیر:۔

مشرکینِ مکہ نے مسجدِ حرام کی تعمیر بھی کی تھی اور اس میں جسطرح احتیاط کی وہ بھی قابلِ دید ہے۔ چنانچہ ابووہب بن عابد مسجدِ حرام کا متولی تھا اس نے اعلان کیا تھا کہ مسجدِ حرام کی تعمیر میں حلال مال ہی لگایا جائے گا لہٰذا کوئی شخص حرام کار عورتوں کی آمدنی سود کی رقم اور دیگر ظلم سے حاصل کی ہوئی رقم چندہ میں ہرگز نہ دے۔ (عمدۃ القاری علی البخاری جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۱۵)

مشرکین فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے تھے:۔

شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ جلدِ اول صفحہ نمبر ۱۲۵ پر تحریر فرمایا ہے کہ مشرکین کا اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مقرّب اور برگزیدہ مخلوق ہے جن کو ملائکہ کہا جاتا ہے وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ پس آپ نے دیکھا شبیر بھائی کہ مشرکینِ عرب روزی دینے والا، زندہ مردہ کرنے والا، آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا، چاند.ور سورج کو مسخر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ نیک اعمال مثلاً زکوٰۃ دینا، عقیقہ کرنا، عمرہ کرنا وغیرہ جیسے نیک اعمال بھی کرتے تھے۔

مشرکین عرب مشرک کیوں تھے؟

شبیر:۔ حذیفہ بھائی یہ باتیں تو پہلی مرتبہ آپ کے منہ سے سنیں ہیں کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور نیک اعمال بھی کرتے تھے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ پھر وہ مشرک کیوں ٹھہرے، یعنی کیا وجہ ہے کہ ان کو مشرکین کہا جاتا ہے۔

حذیفہ:۔ جی ہاں اب آپ اصل بات کی طرف آئے ہیں نا، باوجود کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے قائل ہونے اور نیک اعمال کے کرنے کے وہ مشرکین جس وجہ سے ٹھہرے وہ بات قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے کہ

"اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَكْبِرُوْنَ" (سورۃ صفٰت پارہ ۲۳ آیت ۳۵)

(ترجمہ) جب ان (مشرکین) سے کہا جائے اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں تو وہ سرکشی (شرک) کرتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو خالق اور مالک ماننے کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کو اِلٰہ تسلیم کرنے سے انکار اور غرور کرتے تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا

"لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ" وَّاحِدٌ" (پ ۱۴ النحل رکوع ۷)

(ترجمہ) تم دو اِلٰہ نہ بناؤ اِلٰہ تو صرف ایک وہی ہے۔

شبیر بھائی آپ دیکھیں یہاں اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم دو خالق اور دو خدا نہ بناؤ بلکہ ارشاد یوں ہوتا ہے کہ تم دو اِلٰہ نہ بناؤ کیونکہ مشرکین اپنا اور زمین و آسمان کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے لیکن ایک اِلٰہ کے قائل نہیں تھے بلکہ متعدد اِلٰہ مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کو بیان کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ چنانچہ رسول ﷺ کو صادق و امین کہنے والے اور آپ ﷺ کی عزت واحترام کرنے والے کفارِ قریش جب فاران کی چوٹی پر رسول ﷺ کو زبانِ اطہر سے "قولولا الہ الااللّٰہ تُفلحوا" کی صدا سنتے ہیں تو عزت واحترام کے پہلوؤں کو پس پُشت ڈال کر آپ ﷺ کے جانی دشمن بن جاتے ہیں کیونکہ مشرکین الٰہ کے معنیٰ کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کو الٰہ یعنی مشکل کشا ماننے کی صورت میں اُنکے معبود باطلہ کے الٰہ ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ لہٰذا مشرکینِ عرب مشرک اس وجہ سے ٹھہرے کہ وہ الٰہ یعنی مشکل کشا صرف ایک اللہ کو نہیں مانتے تھے بلکہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی الٰہ اور مشکل کشا مانتے تھے اور غیروں کو بھی پکارتے تھے جیسا کہ طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۲ پر مذکور ہے غزوہ احد میں ہے کہ

"نَادَى الْمُشْرِكُوْنَ بِشِعَارِهِمْ يَا لِلْعُزّٰى يَا هُبَل"

(ترجمہ) مشرکین نے اپنے معمول کے مطابق اے عزّیٰ، اے ھبل کو پکارا۔

تو آج بھی بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک اور رازق تو سمجھتے ہیں لیکن الٰہ اور مشکل کشا

صرف ایک اللہ کو نہیں بلکہ غیر اللہ کو بھی سمجھتے ہیں۔

شبیر:۔ لیکن ہم تو لاالــہ الــلــہ پڑھتے ہیں کیا اس کلمے کے پڑھنے کے بعد بھی کوئی مشرک ہو سکتا ہے۔

حذیفہ:۔ جی ہاں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"وَمَایُوْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَ ھُمْ مُشْرِکُوْنَ" (سورۃ یوسف پارہ ۱۳ آیت ۱۰۶)

(ترجمہ) اللہ پر اکثر ایمان لانے والے بھی شرک کرتے ہیں۔

اب اگر کوئی زبان سے تو اس کلمے کو پڑھے لیکن کلمے کے معنی و مفہوم کو نہ مانے تو کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ۔ کلمے میں اقرار ہے کہ لاالــــــہ کوئی مشکل کشا نہیں، بگڑی بنانے والا نہیں، حاجت روا نہیں، پریشانی دور کرنے والا نہیں اِلَّا اللہ مگر صرف اللہ۔ اب کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کسی کو مشکل کُشا، حاجت روا اور پریشانی دور کرنے والا سمجھے تو لاکھ مرتبہ کلمے کو زبان سے پڑھنے کے باوجود بھی کلمے کے مفہوم مقصد کا انکاری ہوگا۔ دوسروں کو الــــہ سمجھنے کے بعد زبان سے اس کلمے پاک کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

شبیر:۔ لیکن ہم نے تو سنا ہے کہ لاَاِلَــہَ اِلَّاالــلّٰہ کا معنیٰ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو آپ نے الہ کا معنیٰ حاجت روا، تکلیفیں دور کرنے والا کہاں سے بیان کیا ہے۔

حذیفہ:۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ الہ کا معنیٰ معبود بھی ہے۔ لیکن الہ کے اور بھی بہت سے معانی ہیں۔ یہ دیکھیں میرے ہاتھ میں تفسیر ابنِ عباس ہے۔ جسکے صفحہ نمبر ۵۳۹ سورہ محمد کی آیت نمبر ۱۹ کے ذیل میں مذکور ہے کہ

"(اِنَّہٗ لَااِلٰـہَ اِلَّاالــلّٰــہُ) لَا ضَـارَّ وَلَا نَـا فِـعَ وَلَا مَانِعَ وَلَا مُعْطِیَ وَلَا مُعِزَوَلَا مُذِلَّ اِلَّااللّٰہ"

(ترجمہ) لاالــہ الااللّٰہ یعنی کوئی نقصان دینے والا نہیں، کوئی نفع دینے والا نہیں کوئی نعمت روکنے والا نہیں کوئی کچھ دینے والا نہیں، کوئی عزت دینے والا نہیں کوئی ذلت دینے والا نہیں مگر

صرف اللہ۔

بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ الــــہ کے کتنے معانی ہیں ان بیان کردہ تمام صفات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی شریک نہیں، کیونکہ جب ہم نے کہا کہ لاالــــہ الا اللہ تو اس کلمے میں اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مشکل کشا، حاجت روا، عزت وذلت دینے والا کوئی نہیں۔ اسی نقطۂ الــــہ میں اختلاف کی وجہ سے مشرکین اور مسلمانوں میں فرق ہوتا ہے کہ مسلمان صرف ایک اللہ تعالیٰ کو الــــہ (مشکل کشا، حاجت روا) مانتے ہیں جبکہ مشرکین متعدد الٰہوں کے قائل ہوتے ہیں۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ آپکی بات تو ٹھیک ہے کہ مشرکینِ عرب ایک الــہ کے منکر تھے لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ الــــہ کا معنیٰ مشکل کشا، حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا قرآن کریم نے بیان کیا ہے؟

حذیفہ:۔ جی ہاں میں آپ کو قرآن کریم سے بتلاتا ہوں ہیں کہ اِلــہٗ کے معنیٰ مشکل کشا، حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا ہے۔ اور الــہٗ کا معنیٰ نہ سمجھنے کی صورت میں نہ تو خدا تعالیٰ کیلئے عبادت مخصوص ہو سکے گی اور نہ توحید اور شرک کا مفہوم سمجھ میں آسکے گا اور قرآن کریم پر یقین رکھنے کے باوجود عقیدہ نامکمل رہے گا کیونکہ اِلٰہ کا معنیٰ نہ سمجھنے کی وجہ سے لا الـہ الا اللہ کہنے والا زبان سے تو اس کلمہ کا اقرار کرتا رہے گا لیکن سینکڑوں کو اِلــــہ بناتا رہے گا اب میں آپکو بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اِلٰہ کا معنیٰ مشکل کشا اور حاجت روا کہاں کہاں بتلایا ہے۔ یہ دیکھیں قرآنِ کریم کی سورۃ نمل رکوع نمبر ۵ پارہ ۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّاتَذَکَّرُوْنَ"

(ترجمہ) بھلا کون پہنچتا ہے بےکس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے، اور دور کرتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین میں کیا کوئی الہ ہے اللہ کیساتھ؟ تم بہت کم دھیان دیتے ہو۔

تو آپ دیکھیں کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ فرمایا ہے کہ مجبور اور

بے کس کی پکار کو سننا اور اسکی مدد کرنا اور تکلیف اور سختی کو دور کرنا اِلٰـہ کا کام ہوتا ہے گویا فریادرس، سختی اور تکلیف دور کرنے والا الٰہ ہوتا ہے اور فرمایاءَ الٰہ مع اللّٰہ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور ہے یعنی تکلیفیں اور سختیاں دور کرنے والا اور فریادرس اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے اسی طرح آپ دیکھیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے تو اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ کے ساتھ پکارنے لگے۔

'' لا الٰہ الا انت '' کوئی اِلٰہ نہیں مگر صرف تو (پارہ ۱۷، انبیاء، رکوع ٦) مطلب یہ ہے کہ یا اللہ میں تکلیف میں ہوں اور تیرے سوا کوئی اِلٰہ یعنی میری تکلیف دور کرنے والا اور فریاد رس نہیں۔ اے اللہ میں تکلیف اور پریشانی میں ہوں اور تیرے سوا کوئی اِلٰـــہ یعنی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں تو آپ نے دیکھا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰـہ یعنی مشکل کشا فریادرس نہیں۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ آپ کی ان باتوں سے تو پتہ چلتا ہے کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کو پکارتے تھے۔ لیکن ہم تو تکلیف میں اللہ کو بھی پکارتے ہیں۔

حذیفہ:۔ بھائی شبیر آپ نے جو یہ کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کو بھی پکارتے ہیں تو اس میں جو '' بھی '' کا لفظ آرہا ہے یہی تو وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے مشرکینِ عرب مشرک ٹھہرے۔

شبیر:۔ کیا مطلب میں آپ کی بات نہیں سمجھا؟

حذیفہ:۔ بھائی اہلِ عرب کے مشرک ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہی یہی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاجت روا اور مشکل کشا ماننے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بھی مشکل کے وقت غائبانہ طور پر پکارتے تھے شاید آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ مشرکین صرف غیر اللہ کو پکارتے تھے ایسی بات نہیں بلکہ وہ مصیبت اور سختی میں اللہ کو بھی پکارتے اور اپنے معبودانِ باطلہ کو بھی پکارتے تھے جیسا کہ مشرکین کی اسی عادت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن، کریم میں اس طرح بیان فرمایا۔

"فَاِذَا رَكِبُوْافِى الْفُلْكِ دَعَوُاللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ

اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ"

(پارہ ۲۱ عنکبوت ۷ ع)

(ترجمہ) جب یہ لوگ (مشرکین) کشتی پر سوار ہوتے تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔ (یعنی غیر اللہ کو پکارتے)

تو آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو بھی پکارتے اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی پکارتے تھے۔

بھائی شبیر آپ ناراض نہ ہوں تو میں یہ بات آپ سے کہہ دوں کہ جس طرح آج صرف ایک اللہ تعالیٰ کو مددگار مانا جائے تو بعض لوگ انکار کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے برگزیدہ بندوں کو پکارا جائے تو پھر مانتے ہیں یہی خصلت مشرکین عرب کی بھی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ" (پارہ ۲۴ المومن ع ۲)

(ترجمہ) وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا تو تم (مشرکین) انکار کرتے تھے اور اگر اس کیساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم (مشرکین) مان لیتے تھے سو اس پر یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان (اور) بڑے رتبے والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں

"وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ" (پارہ ۲۴، زمر، ع ۵)

(ترجمہ) اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں (مشرکین) کے دل منقبض ہوتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس وقت

وہ (مشرکین) خوش ہو جاتے ہیں۔

تو دیکھا آپ نے کہ مشرکین عرب صرف ایک اللہ کو پکارنے پر ناراض ہوتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو بھی پکارا جاتا تو خوش ہوتے تھے اور معاملہ آج بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔

کیا بیوی بچوں کو پکارنا شرک ہے؟

شبیر:۔ آپ کی ان باتوں سے تو اندازہ ہو رہا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا شرک ہے تو آپ اپنے گھریلو کام کاج کے لئے بیوی اور بچوں کو بھی پکارتے ہوں گے ان کو بلاتے ہوں گے ان سے اور اپنے دیگر دوستوں سے اپنے مختلف کاموں میں مدد لیتے ہوں گے تو کیا یہ شرک نہیں ہے۔؟

حذیفہ:۔ ہاں بھائی اب آپ اپنے مشہور سوال کی طرف آئے ہو جو کہ آپ کے حلقے میں بہت زیادہ اٹھایا جاتا ہے تو ذرا اچھی طرح اس اشکال کو بھی سمجھ لیجئے کہ شرک کس پکار کو کہتے ہیں؟ چنانچہ الشیخ ابوبکر بن محمد عارف خوقیر فرماتے ہیں کہ

الشرك هو اعتقاد ان لغيرالله اثرأ فوق ما وهبه الله من الاسباب الظاهرة وان لشئ من الشياء سلطانا عما خرج عن قدرة المخلوقين (مال بدمنہ صفحہ ۱۱ طبع مصر)

ترجمہ!

شرک اس اعتقاد کا نام ہے جو غیر اللہ کے متعلق یوں قائم کر لیا جائے کہ غیر اللہ کا ان ظاہری اسباب سے بالاتر اثر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب قرار دیا ہے اور یہ کہ کسی چیز کا اس شئے پر تسلط ہے جو مخلوق کی قدرت سے خارج ہے۔

اس سے ثابت ہو کہ استعانت ظاہری اور ماتحت الاسباب جائز اور درست ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ شرک وہ پکار ہے کہ آپ کسی کو اس حالت میں پکار رہے ہیں کہ وہ (جس کو پکارا جا رہا ہے) آپ سے کوسوں میل دور ہے اور آپ کا یہ عقیدہ ہو کہ میں جس کو پکار رہا ہوں وہ جہاں کہیں

بھی ہو میری پکار سنتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ وہ میری ہر قسم کی تکلیف اور سختی دور کر سکتا ہے اور اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب کوئی اپنی بیوی یا بچوں کو پکارتا ہے یا اپنے کسی کام کے لئے ان کی مدد لیتا ہے تو کیا اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میرے بیوی بچے یا دوست احباب دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں تو میری آواز سن لیں گے اور میری تکلیف اور سختی دور کر لیں گے۔

ظاھر ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی بیوی، بچوں اور دوست احباب کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔

اور اگر بیوی، بچوں یا دوست احباب میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو کوئی بھی ان کو تکلیف اور مصیبت میں نہیں پکارتا جب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی صورت میں مشرک اپنے معبودانِ باطلہ کو اسی عقیدہ کے ساتھ پکارتا ہے کہ میں جہاں کہیں بھی ہوں جس حالت میں بھی ہوں وہ (غیر اللہ) مجھے دیکھ رہا ہے اور میری پکار بھی سنتا ہے تو آپ بتائیں کہ یہ عقیدہ اسلام کے عین مطابق ہے یا شرک ہے حالانکہ ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ عالم الغیب ہر چیز کا جاننے والا اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے اور دنیا میں جب ایک دوسرے سے کسی کام میں مدد لی جاتی ہے تو وہ معاملہ ماتحت الاسباب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اسباب کے ساتھ جوڑا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"

(ترجمہ) نیکی اور تقوٰی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اب یہاں پر اللہ تعالیٰ نے جو آپس میں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کا جو حکم دیا ہے وہ اسی ماتحت الاسباب کے قبیل سے ہے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا

"مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" (پ ۲۸ س صف)

(ترجمہ) کوئی اللہ کے دین کیلئے میری مدد کریگا۔

اب یہاں ماتحت الاسباب مدد ہے یعنی میں جو دین کا کام کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف لڑ رہا ہوں اس معاملے میں میری کون مدد کریگا؟ یہاں حضرت عیسیٰ دین کے کاموں میں اپنے حواریوں سے تعاون کی درخواست کرر ہے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ غائبانہ مدد کے لئے اپنے حواریوں کو پکار رہے ہیں۔

یوں ہی حضرت ذوالقرنین کا واقعہ ہے کہ جب ایک علاقے میں پہنچے تو علاقے والوں نے یاجوج ماجوج کے پریشان کرنے کی بات کہی کہ یاجوج ماجوج نے پوری بستی کو پریشان کیا ہوا ہے آپ اس کے لئے کوئی تدبیر کریں تو حضرت ذوالقرنین نے ایک مضبوط دیوار یاجوج ماجوج کی بستی کے گرد بنانے کا ارادہ کیا تو قوم سے فرمایا

"فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ" (سورہ کہف پارہ ۱۶ آیت ۹۵)

(ترجمہ) میرا تعاون کرو قوت کے ساتھ۔

اب یہاں حضرت ذوالقرنین نے جو قوم سے تعان و مدد کی درخواست کی تھی وہ ماتحت الاسباب ہے کہ اس دیوار کے بنانے میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ مصالحہ تیار کرو۔ پتھر توڑ و وغیرہ وغیرہ۔

اب یہاں جو قوم سے مدد مانگی وہ غائبانہ مدد نہیں بلکہ اسباب کے ساتھ تھی لہذا اگر اسطرح ماتحت الاسباب غائبانہ پکار کے بغیر کسی کو تعاون کا کہنا شرک ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین کبھی بھی اپنی اپنی قوم سے تعاون کی اپیل نہ کرتے۔ تو بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ ماتحت الاسباب کسی کو پکارنا یہ شرک نہیں بلکہ اسباب کے بغیر کسی غائب کو اس کے سننے کی نیت سے پکارنا یہ شرک ہے۔

آپ دیکھیں کہ رسول ﷺ نے کبھی مشرکین مکہ کو مشرک اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کو پکارتے تھے اور صحابہ اکرامؓ بھی اپنے دنیاوی کاموں میں اپنے قریب کھڑے دوستوں بیوی اور بچوں کو تعاون کے لئے بلاتے تھے اسطرح کی پکار اور مدد سے آپ ﷺ نے کبھی بھی منع نہیں فرمایا بلکہ جب مشرکین مکہ اپنے معبودوں مثلاً لات، عزیٰ، یغوث وغیرہ کو

غائبانہ پکارتے تھے تو آپ ﷺ نے ساری زندگی اس پکار کا رد کیا اور اسی کو شرک قرار دیا چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ پوچھا گیا کہ

"ای الذنب اکبر عنداللہ قال ان تدعوا للہ نداً وھو خلقك"

(ترجمہ) کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کسی اور کو پکارے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا ہے۔

شبیر:۔ حذیفہ یہ ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب سے کیا مراد ہے؟

حذیفہ:۔ بھائی میں نے آپ کو ابھی بتایا تو ہے کہ اگر کوئی شخص سامنے موجود ہے آپ اس کو پکار رہے ہیں اس سے کسی کام میں تعاون طلب کر رہے ہیں تو یہ ماتحت الاسباب پکار ہوئی اور کوئی ذات سامنے موجود نہیں ہے آپ سے غائب کوسوں میل دور ہے اور آپ اس نیت سے اس کو پکار رہے ہیں کہ وہ ذات میری آواز سن لے گی اور میری تکلیف دور کر دے گی یہ مافوق الاسباب پکار ہوئی یہی پکار شرک ہے

لیکن اگر کوئی شخص کسی کے عشق و محبت میں اس کو پکارتا ہے جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو بطور تخیل کے پکارتے ہیں اور جس طرح ایک ماں کا بیٹا مر جائے تو وہ ماں بیٹے کی محبت میں اس کو پکارتی ہے۔ حالانکہ ماں کا یہ نظریہ نہیں ہوتا کہ میرا بیٹا قبر میں میری پکار سن رہا ہوگا۔ بس وہ اپنی ماں کی پیاس بجھانے کیلئے پکارتی ہے اور جس طرح شاعر خیال کی دنیا میں ڈوب کر کبھی محبوب کو اور کبھی بادِ صبا و پہاڑوں کو پکارتے ہیں اس میں یہ نظریہ نہیں ہوتا کہ مخاطب ان کی آواز سن رہا ہے ۔ چنانچہ اس نظریہ کے تحت اگر کوئی کسی کو پکارتا ہے تو یہ صحیح ہے، کیونکہ پکارنے والے کا مقصد اسکو آواز پہنچانا نہیں ہوتا۔

علاج کروانا شرک نہیں بلکہ سنت ھے

شبیر:۔ چلو یہ بات تو آپکی میرے سمجھ میں آگئی کہ بیوی، بچوں اور دوستوں سے دنیا کے کاموں میں مدد مانگنا اسباب کے طور پر ہے لیکن یہ بات سمجھادیں کہ بیماری کی صورت میں آپ ڈاکٹر

سے علاج کروانے کیوں جاتے ہیں پھر تو یہ ڈاکٹر سے علاج کروانا بھی شرک ہوا۔

حذیفہ:۔ بھائی میں نے ابھی آپ کو یہ سمجھایا ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے اسباب کے ساتھ جوڑا ہے اب رہی جو ڈاکٹر کی بات تو کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ میں جہاں کہیں بھی ہوں اور جس حالت میں بھی ہوں ڈاکٹر میری پکار سنتا ہے اور میری تختی دور کرنے پر قادر ہے اور ڈاکٹر کے پاس جو علاج کروایا جاتا ہے تو علاج کروانے والے کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ڈاکٹر میری تکلیف اور تختی دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو بعض لوگ اس عقیدہ کے ساتھ پکارتے ہیں کہ وہ ہماری ہر حالت کو جانتے ہیں اور ہماری تکلیف دور کرنے پر ہر طرح کا اختیار رکھتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ علاج کروانا تو ایک سُنت عمل ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ما انزل اللہ داءً الا انزل لہ شفاءً" (بخاری جلد دوم، ص ۸۴۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری بھی نازل نہیں کی جس کے لئے کوئی دوا پیدا نہ کی ہو۔

اور ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا

"یا عباداللہ تداووا فان لم یضع داء الا وضع لہٗ شفاءً او غیر داء واحد الھرم" (مشکوٰۃ، ص ۳۸۸)

(ترجمہ) اے اللہ کے بندوں علاج کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جسکے لئے شفاء پیدا نہ کی ہو سوائے بڑھاپے کی بیماری کے۔

اب دیکھیں اگر علاج کروانا شرک ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی علاج کروانے کا حکم نہ دیتے۔ چنانچہ کوئی شخص ڈاکٹر یا حکیم کے پاس علاج کروانے جا رہا ہے تو وہ تو سنت پر عمل پیرا ہو رہا ہے۔

اسکے علاوہ آپ دیکھیں کہ جب تک ڈاکٹر زندہ ہے تو ہر ایک اس سے علاج کرواتا ہے اپنی نبض دکھاتا ہے اس سے دوا لیتا ہے لیکن فرض کریں کہ اگر ڈاکٹر کا انتقال ہو جائے تو کیا

کوئی بھی مریض ڈاکٹر کی قبر یا اس کے کلینک میں جا کر اس کو مدد کیلئے پکارے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک جانتا ہے کہ اب ڈاکٹر ہمارا نہ علاج کر سکتا ہے نہ ہی ہماری تکلیف دور کر سکتا ہے اور نہ ہماری فریاد سنتا ہے جبکہ بعض لوگ جو اولیاء اللہ کو اُنکی زندگی یا انتقال کے بعد پکارتے ہیں تو ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ حضرات انکی فریاد سنتے ہیں اور انکی مشکلات حل کرتے ہیں۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ ماشاء اللہ آپ نے میرے کئی اشکالات دور کئے ہیں ایک اور سوال میرے ذہن میں ہے اگر اجازت ہو تو پوچھ سکتا ہوں؟

حذیفہ:۔ جی ہاں بالکل آپ خوشی سے پوچھیں میں انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا کہ آپ کے سوال کا جواب دوں۔

مشرکین عرب بتوں کو نہیں بلکہ اولیاء کو پکارتے تھے

شبیر:۔ بھائی اشکال یہ ہے کہ مشرکین عرب تو محض بتوں اور پتھر کی بے جان مورتوں کی عبادت کرتے اور مشکل کے وقت انہی بتوں اور بے جان مورتیوں کو پکارتے تھے جبکہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے نبیوں، ولیوں اور اماموں کو مدد کیلئے پکارتے ہیں تو یہ شرک کیسے ہوا۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کو پکارنا مشرکینِ عرب کا فعل تھا؟

حذیفہ:۔ بھائی شبیر یہ آپ نے بہت ہی اہم سوال پوچھا ہے اسی نقطہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے سینکڑوں افراد شرک کی دلدل میں پھنسے ہیں کیوں کہ آج تک کئی لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے کہ مشرکینِ عرب بتوں کو نہیں بلکہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کو پکارتے تھے دنیا میں کبھی کوئی مشرک ایسا نہیں گزرا جس نے محض لکڑی، پتھر یا اینٹ کی بے جان مورت کو الٰہ بنایا ہو اور پتھر یا بتوں کو مشکل کے وقت پکارا ہو۔

شبیر:۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا مشرکینِ عرب مشکلات میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو پکارتے تھے؟

حذیفہ:۔ جی ہاں جب بھی کبھی مشرکین نے تصویر یا مجسمہ بنایا ہے تو وہ کسی بزرگوں، پیغمبروں اور نیک بندوں کے نام اور شکل پر بنایا ہے۔ جس قوم کو بھی اپنے زمانے کے نیک بندوں مثلاً نبی، ولی کے ساتھ عشق ہوتا تھا تو اس کے مرنے کے بعد اس نیک بندے کی شکل وصورت کو لکڑی یا پتھر پر بنا لیتے تھے اور عقیدہ یہ رکھ لیتے تھے کہ جب ہم انکے سامنے اپنی حاجات اور مشکلات پیش کرتے ہیں تو جن نبیوں یا ولیوں کے نام پر یہ لکڑی یا پتھر کے بُت ہیں یہ خدا کے حضور سفارش کروا کر ہمارا کام کر والیتے ہیں۔

بالکل اسی طرح آج کے دور میں بھی نادان لوگ قبروں اور محرم کے تعزیوں اور نیک بندوں کی تصویروں کے سامنے جھکتے اور ان کے سامنے اپنی حاجات اور مشکلات پیش کرکے یہ خیال کرتے ہیں کہ جن نیک بندوں کے نام پر یہ تعزیہ قبریں اور تصاویر ہیں یہ ہماری مشکلات دور کرسکتے ہیں۔

تو بھائی شبیر میں نے آپکے سامنے جو یہ بات کہی کہ مشرکینِ عرب درحقیقت بتوں کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو پکارتے تھے ان بزرگوں کی شکل وصورت پر جو بت یا مورتی بنائی جاتی تھی وہ بطورِ توجہ اور قبلے کے طور پر سامنے رکھی جاتی تھی درحقیقت اس بت سے مانگنا مقصو نہیں ہوتا تھا بلکہ نیت یہ ہوتی کہ ہم ان بزرگوں کی شکل وصورت پر بننے والی مورتی کی تعظیم کریں گے تو وہ بزرگ خوش ہوکر ہماری مشکلات اور تکالیف دور کریں گے۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ یہ بات آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں یا آپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے۔

حذیفہ:۔ جی ہاں میرے پاس باقاعدہ اس بات کو ثابت کرنے کیلئے دلائل موجود ہیں کہ مشرکینِ عرب کا مقصود بُت نہیں بلکہ جنکی شکل وصورت پر یہ مورتی بنائی گئی تھی وہ بزرگ مقصود تھے چنانچہ یہ دیکھو تفسیر کبیر جلد ۳۰ صفحہ نمبر ۱۴۳ پر صاحبِ تفسیر کبیر لکھتے ہیں

"انه كان يموت اقوام صالحون فكانوا يتخذون تماثيل على صُوَرِهِم و

یشتغلون بتعظیمھاو عرضھم تعظیم اولئك الا قوام الذین ماتوا حتی یکونواشافعین لھم عنداللہ وھو المراد من قولھم(ما نعبدھم الالیقد بونا الی اللہ زلفی)"

(ترجمہ) نیک (بزرگ، اولیاءاللہ) لوگ مر جاتے تو لوگ ان کی شکل وصورت پر مورتیاں گھڑ لیتے اور انکی تعظیم میں لگ جاتے اور اس سے ان کی غرض ان وفات پانے والے بزرگوں کی تعظیم ہوتی تا کہ وہ بزرگ عنداللہ ان کے سفارشی ہوں ان کے اس قول (مانعبدھم الا--) سے ان کی یہی مراد ہے۔

اسی طرح محدث وفقیہ متکلم اسلام سید شریف علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ اپنی مایہ ناز کتاب شرح مواقف مطبوعہ لکھنو صفحہ نمبر ۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں

"بل اتخذ وھا علیٰ انھا تماثیل الا نبیاء اولذُ ھاد اوالملائکتہ اوالکواکب واشتغلوا بتعظیمھا علیٰ وجہ العبادۃ توصّلا بھاالی ماھوالہ حقیقتہء"

(ترجمہ) بلکہ انہوں نے تو اس لئے بتوں کو الٰہ بنایا کہ وہ حضرات انبیاء یا تارک الدنیا عبادت گزار بندوں یا فرشتوں یا ستاروں کی مورتیاں ہیں اور وہ ان کی عبادت کے طور پر تعظیم کے اندر (اس لئے) مشغول ہو گئے تا کہ وہ اس سے الٰہ حقیقی تک پہنچ سکیں۔

مایہ ناز مفسر ومحقق علامہ آلوسیؒ اپنی مایہ ناز تفسیر روح المعانی جلد گیارہ (ii) صفحہ ۸۸ پر سورۃ یونس کی ایک آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"کماھوالمشھور وضعوھاعلی صورِ رجال صالحین ذوی خطر عندھم رعموا انھھم متی اشتغلو ابعبادتھا فان اولئك الرجال لیشفعون لھم"

(ترجمہ) جیسا کہ مشہور ہے کہ انہوں (مشرکین) نے اپنے عالی مقام وذی قدر صلحاء کی

صورت پر ان بتوں کو بنا رکھا تھا۔ اور ان (مشرکین) کا خیال یہ تھا کہ جب وہ ان بتوں کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو وہ نیک بزرگ بندے (اولیاء اللہ بارگاہِ الٰہی میں) ان (مشرکین) کی سفارش کریں گے۔

تفسیر کبیر جلد ۱۷ صفحہ ۵۹ پر ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر کبیر تحریر فرماتے ہیں۔

"انھم وضعوا ھذا الاصنام والا وثان علیٰ صور انبیاء ھم واکابرھم وزعموا انھم متی اشتغلوابعبادۃ ھذہ التماثیل فان اولئک الاکابر تکون شفعاء لھم عنداللہ تعالیٰ ونظیر فی ھذاالزمان اشتغالٌ کثیرٌ من الخلق بتعظیم قبورالاکابر اعتقاد انھم اذا اعظمو اقبور ھم فانھم یکونون شفعاء لھم عنداللہ"

(ترجمہ) انہوں نے یہ بُت اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی شکل وصورت پر بنا رکھے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ جب وہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بزرگ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے اواسکی مثال اس زمانے میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ قبروں کی تعظیم میں مشغول ہوگئے ہیں۔ان کا اعتقاد ہے کہ جب وہ ان بزرگوں کی قبروں کی تعظیم کریں گے تو وہ قبروں والے بزرگ اللہ کے ہاں انکی سفارش کریں گے۔

آپ نے دیکھا کہ میں نے کچھ معتبر کتابوں سے آپکو یہ بتلایا ہے کہ مشرکین عرب کا مقصود لکڑی یا پتھر کی مورت نہیں تھی بلکہ جس بزرگ کے نام وشکل وصورت پر یہ مورتی بنائی جاتی تھی وہ بزرگ مقصود تھے۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ کیا آپ مجھے مزید بتلائیں گے کہ مشرکین عرب کن کن بزرگوں کو مشکلات کے وقت پکارتے تھے اُن کے نام ان کی حقیقت اور مختصراً کچھ اُن کا تاریخی پسِ منظر بتلا دیں۔

حذیفہ:۔ جی ہاں میں آپکو مشرکین عرب کے خودساختہ الہوں کے نام اور اُن کی کچھ حقیقت بتلاتا ہوں ۔جس سے آپکو بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ مشرکین عرب بتوں کو نہیں بلکہ اللہ تعالی کے برگزیدہ بندوں کو پکارتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہونے والے پانچ بزرگوں کا ذکر کیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے مشرکین اور مشرکین عرب انہی پانچ بزرگوں کو مشکلات کے وقت پکارتے اوران سے حاجت روائی طلب کرتے قرآن کریم کی سورہ نوح آیت نمبر ۲۳ پارہ ۲۹ میں اللہ تعالیٰ نے ان پانچ بزرگوں کا نام لیکران کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا"

(ترجمہ) اور بولے (مشرکین) ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کواور نہ چھوڑیو ود کواور نہ سواع کواور نہ یغوث کواور یعوق اور نسر کو۔کائنات میں سب سے پہلے شرک انہی بزرگوں کا نام لیکر شروع کیا گیا چنانچہ بخاری کتاب التفسیر سورہ نوح میں ان پانچ بزرگوں کے عقیدت مندوں کے بارے میں تفصیل آئی ہے کہ جنہوں نے ان بزرگوں کے نام وشکل پر مورتیاں بنا کران بزرگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا بنالیا اوران کی عبادت کرنے لگے چنانچہ امام بخاری لکھتے ہیں۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر

"اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا و سموها باسمائهم ففعلوا فلم تُعبد حتى اذا هلك اولئك وتنسخ العلم عبدت"

(ترجمہ) یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی نیک آدمیوں (اولیاءاللہ) کے نام تھے جب یہ وفات پاگئے تو شیطان نے ان کی قوم کو ورغلایا کہ جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے تم وہاں اُن کے (نام کے) بت بنا کر نصب کردو اورانہی بزرگوں کے نام پرانہوں نے ایسا ہی کیا جب تک وہ لوگ (بت بنانے والے) زندہ رہے ان بتوں کی عبادت نہ کی گئی مگر جب یہ لوگ

جب ۸ ھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدوسیوں کی معیت میں مکہ مکرمہ فتح کیا تو اس وقت کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ "صورۃ ابراهیم و اسمعیل فی ایدیهما من الازلام الخ" حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بھی تھیں جن کے ہاتھوں میں لاٹری کے نیزے دکھائے گئے تھے۔

بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے نام اور شکل وصورت پر مورتیاں بنائی ہوئی تھیں اب آپکو کچھ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مشرکین عرب کا مقصود بُت نہیں بلکہ جن کے نام اور شکل وصورت پر یہ مورتیاں تھیں وہ بزرگ مقصود تھے۔

چنانچہ مشرکین عرب کے ایک بُت کا نام منات تھا جسکے متعلق علامہ سیوطیؒ تفسیر اتقان میں لکھتے ہیں کہ منات بھی انسان کا نام تھا۔

عرب کا ایک اور مشہور بُت جس کا نام ہُبل تھا اسکے متعلق فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۹۶ پر آیا ہے کہ یہ ایک بُت تھا جو ہابیل کے نام پر لوگوں نے بنا رکھا تھا جس کو اس کے بھائی قابیل نے شہید کر دیا تھا اس لئے اس شہید مظلوم سے عرب کے مشرک مصیبت اور تکلیف کے وقت اور خاص طور پر جنگ کے موقع پر مدد طلب کرتے تھے۔

چنانچہ بخاری جلد دوم صفحہ نمبر ۵۷۹ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے بحالتِ کفر جنگ اُحد میں اُعلُ ھُبَل کا نعرہ بلند کیا تھا۔

اسی طرح تفسیر ابنِ کثیر جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۱ میں حضرت ہشام بن العاض الاموی سے روایت ہے کہ جب مجھے دمشق میں سفیر اور قاصد بنا کر بھیجا گیا تو میں نے شاہی تحویل میں پادریوں کے پاس حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت لوط، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت اسمٰعیل، حضرت یوسف، حضرت داؤد،

حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی تصویریں اور فوٹو دیکھے تھے۔ (یہ تصویریں ہاتھ سے بنائی گئیں تھیں)

شبیر بھائی آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب حقیقت میں بتوں کو نہیں بلکہ جن بزرگوں کے نام اور شکل پر بُت بناتے تھے ان بزرگوں کو حاجت روا اور مشکل کشا بنایا ہوا تھا یہ مشرکین اللہ کے برگزیدہ بندوں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے نام اور شکل پر تصاویر اور بت بنا کر ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور یہ تصور کرتے کہ ہم ان مورتیوں کی تعظیم کریں گے تو یہ بزرگ خوش ہو کر اللہ کے یہاں ہماری سفارش اور مدد کریں گے۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۶۱ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے ملکِ حبشہ میں ایک گرجا دیکھا تھا جس میں کچھ فوٹو اور تصویریں تھیں ہم نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قال ان اولئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علیٰ قبرہ مسجد او صوّروا فیہ تِیْکَ الصورِ واولئک شرار الخلق عنداللہ یوم القیمۃ "

(ترجمہ) ان لوگوں میں جب کوئی نیک اور صالح آدمی مرجاتا تھا تو اسکی قبر پر مسجد اور تکیہ بنا دیتے تھے اور اس کا فوٹو اور تصویر بنا کر نصب کر دیتے تھے۔ وہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین مخلوق ہیں۔

بھائی شبیر آپ جہاں تک بھی سراغ نکالیں گے آپ کو یہی ملے گا کہ بتوں کی اصل صاحبِ بُت اور تصویروں کی اصل صاحبِ تصویر تھے عقیدت مجسموں سے نہیں بلکہ جن کے نام اور صورت پر مجسمہ بنایا گیا ہے ان سے ہوتی ہے آپ ہندوؤں اور دیگر بت پرستوں سے پوچھیں اُن میں سمجھدار اور انصاف پسند بتائیں گے اسی نظریئے سے انہوں نے اپنے مذہبی اور سیاسی بزرگوں کے نام پر بُت بنائے ہیں پیتل، چاندی، لکڑی کے بے جان مجسموں سے انہیں کوئی

حقیقی لگاؤ اور محبت نہیں ان مجسموں سے جو تعلق بھی ہے وہ بزرگوں کی عقیدت کی وجہ سے ہے

چنانچہ آج بھی شیطان نے پینترہ بدلتے ہوئے بعض نادانوں کو بزرگوں کے بتوں اور مجسموں کے بجائے بزرگوں کی قبروں اور تصاویر سے وہی عقیدت رکھنی شروع کرادی جو پہلے بتوں اور مجسموں سے وہ بہرحال کروا چکا ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو اپنے چہرہ مبارک سے بار بار کپڑا اٹھا کر یہی ارشاد فرماتے رہے کہ

"لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا"

(ترجمہ) اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قبور انبیائھم و صالحیھم کہ لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

دنیا کا کوئی بھی عقل مند انسان اس کو باور نہیں کرسکتا کہ کسی باہوش آدمی نے کبھی محض اینٹ اور پتھر کی عبادت کی ہو بلکہ یہ جو کچھ بھی ہوا پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر ہوا کسی کا مجسمہ توجہ سمجھا گیا تو کسی کی تصویر، کسی کے اُٹھنے بیٹھنے کی جگہ کو متبرک سمجھ کر اسکی پرستش کی گئی۔ اور ان سے حاجت روائی کی گئی۔

شبیر۔ کیا قرآن کریم میں کہیں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پکارو اور اللہ کے سوا کوئی تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔

حذیفہ:۔ جی ہاں قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے سے منع کیا ہے مثلاً سورۃ جن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا"

(ترجمہ) اور یہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جابجا غیر اللہ کے پکارنے سے منع کرتے ہوئے مختلف انداز میں سمجھایا ہے اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

"وَالَّذِ یْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْاًوَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ " (نحل ع۲)

(ترجمہ) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہیں۔

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

" وَالَّذِ یْنَ تَدْ عُوْنَ مِنْ دُوْ نِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ اِنْ تَدْ عُوْ هُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَ كُمْ "(پ۲۲فاطر ع۲)

(ترجمہ) اورتم اس (اللہ) کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سُنیں گے۔ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْ عُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَا ئِهِمْ غَافِلُوْنَ" (پ۲۶احقاف ع۱)

(ترجمہ) اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو قیامت تک اُسے جواب نہ دے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں

بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے علاوہ دوسرں کو پکارنے سے منع فرمایا یہ تو میں ۔ نے چند آیات آپ کے سامنے پیش کیں ورنہ تو قرآنِ کریم میں اور بھی متعدد مقامات پر اس قسم کی آیات موجود ہیں۔

شبیر:۔ حذیفہ آپ کی بیان کردہ آیات بالکل صحیح ہیں لیکن کیا ان آیات میں جو دون اللہ یا دونہ کے الفاظ آئیں ہین جن کے معانیٰ اللہ کے علاوہ یا اللہ کے سوا بنتے ہیں ان سے مراد تو بُت ہیں کہ اللہ کے سوا بتوں کو نہ پکارو کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ من دون اللہ یا من دونہ جیسے الفاظ بھی انبیاء اور اولیاء کیلئے بھی استعمال ہوئے ہوں۔

حذیفہ:۔ بھائی شبیر دون اللہ کا معنیٰ اللہ کے سوا کے ہیں اب کائنات میں کوئی بھی مخلوق ہے اس کا اطلاق اللہ کے سوا پر ہوگا چاہے وہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ میں نے جو آپ

کے سامنے آیات پڑھیں ان میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے مافوق الاسباب استعانت سے منع فرمایا ہے اور دونَ کا اطلاق قرآنِ کریم میں انبیاء، اولیاء اور مشائخ سب کیلئے آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

" اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ " (سورہ توبہ پارہ ۱۰ آیت ۳۱)

(ترجمہ) ان (یہود و نصاریٰ) نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے علماء، مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

اب آپ دیکھیں یہاں دون اللہ کا اطلاق کسی بُت پر نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کے احبار، علماء و مشائخ اور حضرت عیسیٰؑ پر بھی ہو رہا ہے۔

ایک دوسری جگہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے

" وَاِذْقَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ " (مائدة)

(ترجمہ) اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے بھی اور میری ماں کو بھی معبود بنا دو۔

اس آیت میں عیسیٰ اور حضرت مریم پر من دون اللہ کا اطلاق فرمایا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْ اَوْلِيَاءَ " (کہف آخری رکوع)

(ترجمہ) اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی۔

اس آیت میں بھی دون اللہ کا اطلاق بتوں پر نہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ہوا ہے اللہ کے بندوں میں سب سے برگزیدہ انبیاء اور اولیاء ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ" اَمْثَالُكُمْ" (سورہ اعراف پارہ ۹ آیت ۱۹۴)

(ترجمہ) جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے۔
اس آیتِ کریمہ میں بھی دون اللہ (اللہ کے سوا) کا اطلاق بندوں پر ہوا ہے۔
ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے
" وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْاً وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ" غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَّمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ" (سورۃ نحل پارہ ۱۴ آیت ۲۰-۲۱)
(ترجمہ) اور جن کو (مشرکین) پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے (قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔

بھائی شبیر آپ خود سوچیں کہ اس آیتِ کریمہ میں کتنی وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو میرے سوا پکارا جاتا ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اپنی قبروں سے کب اٹھیں گے اب آپ مجھے بتائیں کہ قبروں سے بت اٹھیں گے یا انسان لہٰذا میری ان تمام بیان کردہ آیات میں من دون اللہ (اللہ کے سوا) کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء پر ہوا ہے لہٰذا وضاحات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی برگزیدہ بندے کو نہیں پکار سکتے۔ آپ مجھے بتائیں کہ عیسائی مشکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو، تو یہ دونوں مقدس ہستیاں کیا بت ہیں؟ نہیں بلکہ یہ دونوں نبی ہیں آپ مجھے بتائیں کہ یہودی اور عیسائیوں کا اپنے اپنے نبیوں کو پکارنا کیا صحیح ہے؟
شبیر:۔ نہیں
حذیفہ:۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان نبیوں کو پکارنا تو صحیح نہیں لیکن بزرگوں کو مافوق الاسباب پکارنا صحیح ہو گیا؟
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی ذات پاک کو دون اللہ کا فرد قرار دیا ہے چنانچہ جب بعض حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرنے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰه"

(ترجمہ) یہ بات جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کیا جائے۔

تو یہاں پر بھی دون اللہ کا اطلاق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے

شبیر:۔ چلیں مجھے آپ کی یہ بات تو سمجھ آ گئی کہ دون اللہ (اللہ کے سوا) سے مراد صرف بُت نہیں بلکہ کائنات کا ہر فرد دون اللہ میں شامل ہے لیکن قرآن کریم کہ ان آیات میں تدعوا، یدعوا کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں جن کے معنیٰ عبادت کے ہیں یعنی اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرو یہاں نفی عبادت کی ہے نہ کہ پکار کی بھائی حذیفہ کیا آپ یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ دعا یدعوا سے مراد پکارنا ہے۔

حذیفہ:۔ بھائی شبیر آپ اس بات کو سمجھیں کہ دعا یدعوا، تدعوا انکے معانی پکارنے کے ہیں اور جہاں عبادت کا معنیٰ بنتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ تعبدون اور یعبدون کے الفاظ ذکر کرتے ہیں آپ ہی مجھے بتائیں کہ دعا کے کیا معنیٰ ہیں ضرور اس کے معنیٰ پکار، درخواست اور التجاء کے ہیں ۔اس کے علاوہ آپ قرآنِ کریم کی ان آیات پر ذرا غور یں گے جہاں اللہ تعالیٰ نے یدعوا اور تدعوا کے الفاظ ذکر کیے ہیں وہاں اجابَ، استجاب اور سماع وغیرہ کے صیغے ذکر کر کے یدعوا اور تدعوا کو پکار کے معنیٰ میں متعین کر دیا ہے۔

شبیر:۔ کیا مطلب میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔

حذیفہ:۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں آپ دیکھیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ"

(ترجمہ) اگر تم پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں۔

یعنی اللہ کے سوا جن کو تم پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اب آپ دیکھیں کہ اگر یہاں تدعوھم کا معنیٰ عبادت لیں تو معنیٰ یہ بنے گا کہ اگر تم ان کی عبادت کرو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں دونوں معنیٰ

میں ربط نہیں رہے گا کیونکہ سننے کا لفظ پکار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسری آیت کو اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو آپ کو یدعوا اور تدعوا کے معنی صحیح طریقے سے سمجھ میں آجائیں گے قرآنِ کریم میں ارشاد ہے

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوابِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ "

(ترجمہ) اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اس شخص کو پکارت ہے جو قیامت تک اس کی پکار کو نہ سُن سکے۔

اب اگر اس آیت میں یدعوا کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اس شخص کی عبادت کرتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کو نہ سُن سکے۔

اب یہاں دونوں باتوں میں ربط نہیں رہے گا کیونکہ دوسرے جملے میں من لا یستجیب کے الفاظ ہیں یعنی کہ معبودان باطلہ جواب نہ دے سکیں، پکار نہ سُن سکیں تو جواب دینا اور پکار سُننا کے الفاظ تب صحیح ہوسکتے ہیں کہ جب یدعوا کے معنیٰ پکار کے لیں کیونکہ جواب دینا اور پکار سُننے کا الفاظ تب صحیح ہوسکتے ہیں کہ جب فاعل پکارنے والا ہو۔

مافوق الاسباب پکار عبادت ھے

دوسری بات یہ ہے کہ مافوق الاسباب اپنی حاجت کیلئے پکارنا خود ایک عبادت ہے اور صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

" وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ " (پ۲۴ المومن ع٦)

(ترجمہ) اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکار کہ میں پہنچوں تمہاری پکار کو، بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت (پکار) سے وہ عنقریب ذلیل ہو کر جھنم میں داخل ہونگے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا اور پکارنے کو عبادت سے تعبیر کیا ہے فرمایا کہ مجھے پکارو میں جواب دونگا پھر فرمایا کہ جو میری عبادت (یعنی جو میں نے پکارنے کا حکم دیا ہے وہ بھی

عبادت ہے) سے اعراض کرے جہنم میں داخل ہوگا اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ

"اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ قَرَاءَ قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِىْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" (ترمذی ۲ ،۱۷۳)

(ترجمہ) پکارنا عبادت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو

ایک اور روایت میں ہے کہ

"اَشْرَفُ العبادة الدعاء" (آداب المفرد، ص ۱۰۵)

(ترجمہ) تمام عبادتوں سے اشرف عبادت دعا اور پکارنا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ هُوَ الدُّعَاءُ" (مستدرک ا صفحہ ۴۹۱)

(ترجمہ) بہترین عبادت وہ پکارنا ہے

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ

"مَنْ لَا يَدْعُوْ اللّٰه يَغْضِبُ عَلَيْهِ" (مستدرک ا ص ۴۹۱)

(ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا تو اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔

بھائی شمیر آپ نے دیکھا کہ پکارنا، نداء دینا یہ اشرف العبادت، افضل العبادت ہے، جب یہ مافوق الاسباب پکار عبادت ہے تو عبادت صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کی ہونی چاہئے لہٰذا مشکل میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کو پکارنا چاہئے۔ چنانچہ علامہ محمد طاہر حنفیؒ اپنی کتاب مجمع البحارج میں لکھتے ہیں کہ

" فان العبادة وطلب الحوائج والا ستعانة حق الله وحده"

(ترجمہ) یعنی عبادت، حاجتیں مانگنا اور استعانت یہ سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

مشرکین عرب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف سفارشی سمجھتے تھے،

شبیر:۔ بھائی حذیفہ مجھے آپکی باتیں کافی حد تک سمجھ میں آچکی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مشرکین عرب تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو مستقل بالذات سمجھ کر پکارا کرتے تھے لیکن ہم جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو پکارتے ہیں ہمارا عقیدہ تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو عطائی طور پر یہ طاقت دی ہے کہ وہ ہماری پکار سُنتے ہیں اور ہماری مدد کرتے ہیں اسکے علاوہ ہم تو بطورِ سفارش کے ان بزرگوں کو پکارتے ہیں کے ہم انکو پکاریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی بنیں گے باقی کام تو اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے یہ بزرگ تو صرف سفارش کرتے ہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مقدس ہستیوں کو اپنے کچھ اختیارات دیئے ہوئے ہیں۔

حذیفہ:۔ اب آپ بہت ہی اہم موڑ پر پہنچے ہیں آپ نے جو یہ کہا کہ مشرکین عرب تو اپنے بزرگوں کو مستقل بالذات سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور ہم تو اس عقیدہ کے ساتھ پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو یہ طاقت عطا کی ہے اور یہ ہمارے سفارشی ہیں۔تو بھائی شبیر اسی نظریے کے تحت تو مشرکین عرب بھی اپنے معبودانِ باطلہ کو پکارتے تھے وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات دیئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو جہاں میں مخصوص خطوں میں تصرف کا اختیار دیا ہے۔

شبیر:۔کیا آپکے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے کہ مشرکین عرب بھی اپنے بزرگوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کو یہ طاقت اللہ نے دی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

حذیفہ:۔ جی ہاں یہ دیکھیں میرے سامنے پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۲ کھلی ہوئی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے غیر اللہ کو پکارنے کا نظریہ بیان کیا ہے کہ

"وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ

شُفَعَاءُ نَا عِنْدَاللّٰہِ ط قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَالَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ

وَلَا فِی الْاَرْضِ ط سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ"

(ترجمہ) اور وہ عبادت کرتے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس۔ تو کہہ کیا بتلاتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ چیز جو اسکو معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جس کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

یونہی ایک مضمون قرآن کریم کی سورۃ زمر رکوع ۱ پارہ ۲۳ میں ہے کہ۔

"وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ مَانَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی"

(ترجمہ) اور جنہوں نے پکڑے ہیں اسکے (اللہ تعالیٰ) علاوہ حمایتی کہتے ہیں (مشرکین) کہ ہم تو ان کو پکارتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچا دیں درجہ میں۔

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ مشرکین جو غیر اللہ کو پکارتے تھے یا ان (غیر اللہ) کی عبادت کرتے تھے تو ان (غیر اللہ) کو نہ مستقل بالذات سمجھتے اور نہ ہی خدا بلکہ ان (بزرگوں) کو خدا تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ اور واسطہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ مسلم جلد اول صفحہ نمبر ۳۷۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا عقیدہ یوں بیان کیا کہ جب وہ (مشرکین) کعبہ کا طواف کرتے تھے تو یہ تلبیہ کہا کرتے تھے۔

"لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اِلَّاشَرِیْکاً ھُوَلَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَامَلَکَ"

(ترجمہ) یعنی ہم حاضر ہیں تیرا (ذاتی اور مستقل طور پر) کوئی شریک نہیں ہے مگر وہ شریک کہ (جس کو تو نے اختیارات دے رکھے ہیں اور) تو اس کا مالک ہے اور وہ (ذاتی اور مستقل طور پر) کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔

تو بھائی شبیر آپ نے مشرکین کے اس تلبیہ میں دیکھا کہ مشرکین غیر خدا کو اسی نظریے

کرتحت پکارتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مشکل کشائی اور حاجت روائی کے اختیار دیئے ہوئے ہیں مشرکین جس کو خدا کا شریک بناتے تھے اس کو خدا کے سامنے عاجز اور بے بس سمجھتے تھے اور حقیقی مالک ومختار اللہ تعالیٰ کو سمجھتے تھے چنانچہ شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۶۱ پر مشرکین کا یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ان اللہ ھو السید وھو المدبر لکنہ قدیخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتألہ ویجعلہ متصرفاً فی بعض الامور الخاصۃ و یقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علیٰ کل قطر و یقلدہ تدبیر تلک المملکۃ فیما عدا امور العظام"

(ترجمہ) آقا تو خدا تعالیٰ ہی ہے اور وہی مدبر بھی ہے لیکن وہ کبھی اپنے بعض بندوں کو بزرگی اور الوہیت کا لباس پہنا دیتا ہے اور ان کو بعض خاص کاموں میں تصرف کرنے کا حق دے دیتا ہے اور ان کی اپنے بندوں کے حق میں شفاعت قبول کر لیتا ہے جیسے شہنشاہ بڑے کاموں کے علاوہ خاص خاص صوبوں میں اپنے نائب مقرر کرتا ہے اور ان خاص علاقوں کے اختیارات انکے سپرد کر دیتا ہے۔

اسی طرح شاہ صاحبؒ حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۵۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مشرکوں کا مسلمانوں کے ساتھ اس بات پر مکمل اتفاق تھا کہ بڑے بڑے اور اٹل کاموں میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا لیکن وہ (مشرکین) کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے جو ان سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تقرب الی اللہ کی بدولت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور مقرب ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان (نیک بندوں) کو جزوی طور پر الوہیت (حاجت روائی، مشکل کشائی، فریادرسی، امداد واعانت) کا منصب عطا فرمایا ہے پس وہ (نیک بندے) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف سے عبادت (سجدہ، مشکل میں پکارنا، نذر و نیاز وغیرہ) کے مستحق ہیں

(مشرکین کہتے تھے کہ) جیسا کہ کسی بادشاہ کا کوئی خادم اسکی خدمت کرتا ہے تو

بادشاہ اس کی خدمت کا صلہ یوں دیتا ہے کہ کسی خطے کا حاکم اسے مقرر کردیتا ہے اور مشرکین یوں بھی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند و بالا ہے اور ہمارے جیسے ضعیف اور کمزور لوگوں کی عبادت براہِ راست اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچ سکتی ہے؟

اسلئے ہمیں پہلے ان درمیانی واسطوں کے دروازوں کو دستک دینی چاہئے اور ان کا تقرب حاصل کرنا چاہئے تاکہ یہ ہم سے راضی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق اور رابطہ جوڑ دیں تاکہ ہم بھی خدا تعالیٰ تک پہنچ سکیں اور ان مشرکین نے یہ بھی کہا کہ یہ درمیانی واسطے (بزرگ ہستیاں) ہماری دعائیں اور پکار سنتے اور ہمارے حالات دیکھتے اور ہمارے لئے سفارش کرتے اور ہماری مدد کرتے ہیں) (حجة الله البالغه جلداول صفحہ ۵۹)

شبیر بھائی شاہ ولی اللہؒ کی اس عبارت کے بعد آپ مجھے انصاف سے بتائیں کہ آج جو اللہ کے مقبول اور برگزیدہ بندوں کو پکارا جاتا ہے کیا اسی عقیدہ اور نظریئے کے تحت نہیں ہو رہا جو مشرکین عرب کا تھا؟ کیا آج بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو بطور سفارشی اور اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچانے کے لئے نہیں پکارا جا رہا؟ ضرور آج بھی بعض نادان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے ساتھ وہی عقیدہ رکھا جو کل مشرکینِ عرب رکھتے تھے یہی تو وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ نے یہ فرمایا

"والغلاة من منافقى دين محمد صلى الله عليه وسلم فى يومنا هذا" (بدورِ بازغة صفحہ نمبر ۱۲۴)

(ترجمہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا نام لینے والے انتہائی درجے کے منافقوں کا بھی آج یہی عقیدہ ہے۔

شبیر:۔ بھائی حذیفہ آج مجھے معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب کس نظریئے کے تحت غیر اللہ کو پکارتے تھے یہ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ آپ نے میری صحیح عقیدہ کی طرف کافی راہ نمائی کی کچھ سوالات جو میرے ذہن میں کھٹک رہے ہیں کیا وہ پوچھ سکتا ہوں۔

حذیفہ:۔ جی ہاں بالکل شوق سے پوچھیں۔

سیڑھی کا وسیلہ

شبیر:۔ میں نے بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب انسان ایک چھت پر سیڑھی کے وسیلے کے بغیر نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ تک براہِ راست کس طرح رسائی ہو سکتی ہے۔

اور جب کسی پولیس افسر سے ملنا ہو تو پہلے اس افسر کے سپاہی کا واسطہ اور وسیلہ ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ تو بہت بڑے ہیں اُن تک بغیر واسطوں اور وسیلوں کے کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔

حذیفہ:۔ شبیر بھائی آپ نے جو یہ کہا کہ چھت تک سیڑھی بغیر نہیں پہنچ سکتے تو اللہ تعالیٰ تک بغیر واسطوں اور وسیلوں کے کس طرح پہنچا جا سکتا ہے تو اس کا جواب سن لیں کہ اول تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

فَلا تضربوا للّٰہ الا مثال ۔پس اللہ کے لئے مثالیں نہ بناؤ۔

دوسری بات، یہ ہے کہ چھت تک پہنچنے کیلئے جو سیڑھی استعمال کی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چھت ہم سے دور ہوتی ہے۔ شبیر بھائی آپ مجھے بتائیں کیا اللہ تعالیٰ بھی ہم سے دور ہیں، نہیں ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں،

وَاِذَا سَئَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْب (پارہ ۲ بقرہ آیت ۱۸۶)

(ترجمہ) اور جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں پس میں قریب ہوں،

اب اللہ تعالیٰ کتنے قریب ہیں تو دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

اب جو ہستی شہ رگ سے قریب ہو تو کیا وہاں سیڑھی کی ضرورت ہے سیڑھی تو وہاں لگتی ہے جہاں فاصلے ہوں، جہاں جدائیاں ہوں، جہاں دوریاں ہوں اور جہاں معاملہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا ہو وہاں سیڑھیوں کی ضرورت نہیں۔

پولیس افسر کی مثال

شبیر بھائی آپ نے جو دوسری مثال پیش کی کہ افسر سے ملنے کیلئے سپاہی کا واسطہ ضروری ہے تو پولیس افسر اپنے کمرے کے باہر سپاہی اور پہریدار کو اس لئے بٹھاتا ہے کہ اس افسر کو کوئی نقصان نہ پہنچائے کوئی اس افسر کی جان نہ لے لے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ افسر اپنے کسی کام میں مشغول ہوتا ہے تو اس وقت کسی دوسرے کی بات سُننا اس افسر کے کام میں خلل ڈالتا ہے اس لئے وہ افسر پہریدار کو بٹھاتا ہے کہ اسکے مصروف وقت میں کوئی دوسرا منہ اُٹھا کر کمرے میں نہ آ جائے۔
اور تیسری وجہ یہ ہے کہ افسر کو نہیں معلوم کہ اس سے ملنے والا کیا حاجت اور کیا کام لیکر آیا ہے۔لوگ سپاہی کو اپنی درخواستیں اور گذارشات پیش کرتے ہیں پھر وہ ان درخواستوں کو افسر کے سامنے پیش کرتا ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ایک ہی وقت میں پوری دنیا اللہ تعالیٰ کو پکارے تو اللہ تعالیٰ کے سننے میں خلل نہیں آتا افسر کو نہیں معلوم ہوتا کہ ملنے والا کیا حاجت لیکر آیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی حاجت کو جانتے ہیں۔
شبیر:۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اتنے بڑے ہونے کے باوجود ڈائریکٹ اور براہِ راست ہم گناہ گاروں کی بھی سن لیتے ہیں؟
حذیفہ:۔ یہی بات تو بعض لوگوں کے ذہنوں میں بھری جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں اور ہم بہت ہی گناہ گار ہیں لہذا وہ ہماری براہِ راست نہیں سنتا اس قسم کی لغو وبیکار باتیں کہنے والے اللہ تعالیٰ کو عام بادشاہوں کی طرح سمجھتے ہیں کہ جس طرح عام بادشاہوں سے براہِ راست گفتگو نہیں ہو سکتی ان لوگوں کے خیال میں اللہ تعالیٰ سے بھی براہِ راست گفتگو نہیں ہو سکتی (نعوذ باللہ)
بھائی شبیر ایسی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہونے کے باوجود اعلان کرتے ہیں۔
"وَاِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب "(پ۲ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۶)

ترجمہ: اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ میں قریب ہوں۔

بھائی شبیر دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرنا کتنی بڑی بے وقوفی ہے دنیا کے بادشاہ تو لوگوں سے دور رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اعلان کرتے ہیں کہ میں قریب ہوں اور جو آپ نے یہ بات کہی کہ کیا اللہ تعالیٰ براہ راست سنتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ سننا تو معمولی بات ہے اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی پکار کا جواب بھی دیتے ہیں چنانچہ اعلان باری تعالیٰ ہے۔

"أجيب دعوة الداع اذا دعان" (بقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

(ترجمہ) میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جبکہ وہ مجھے پکارے۔

تو دیکھیں اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی پکار کا فوراً جواب بھی دیتے ہیں۔

ایک حدیث سن کر آپ حیران ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کسطرح اپنے بندے کی پکار کا جواب دیتے ہیں چنانچہ سورۃ فاتحہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے۔

"(الحمدلله رب العالمين) قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ حَمَدَنِيْ عَبْدِىْ وَاِذَا قَالَ (الرحمن الرحيم) قَالَ اللّٰهُ اَثْنىٰ عَلىٰ عَبْدِىْ فَاِذَا قَالَ (مالك يوم الدين) قَالَ اللّٰهُ مَجَدَنِيْ عَبْدِىْ الخ" (ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۱)

(ترجمہ) جب بندہ کہتا ہے الحمدلله رب العالمين تو اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ میرا بندہ میری تعریف کر رہا ہے، بندہ جب کہتا ہے الرحمن الرحيم تو اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ میرا بندہ میری ثناء بیان کر رہا ہے۔ بندہ جب کہتا ہے مالك يوم الدين اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ میرا بندہ میری بزرگی بیان کر رہا ہے، جب بندہ کہتا ہے اياك نعبد و اياك نستعين تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور بندے کے درمیان مشترک ہے میرے

بندے کیلئے وہی ہے جواس نے سوال کیا۔

بھائی شبیر آپ نے دیکھا کہ کسطرح اللہ تعالیٰ بندے کی ہر آیت کا جواب دیتے ہیں، تو جو اللہ ہماری فاتحہ کی ہر آیت کا جواب تک دے کیا وہ ہماری براہ راست نہیں سنتا ہوگا،

بھائی شبیر ایک بات کہوں آپ ناراض تو نہیں ہونگے،

شبیر:۔ نہیں نہیں آپ کہیں آپکی باتوں سے تو مجھے کافی فائدہ ہو رہا ہے،

حذیفہ:۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ یہ فلسفہ پیش کرتے ہیں کہ ہم اولیاء کو اس لئے پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ براہ راست نہیں سنتا ہم اولیاء سے کہتے ہیں اور اولیاء اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں تو ایسے لوگوں سے سوال ہے کہ جب آپ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے ہوتے ہیں یا کسی اور موقع پر ہاتھ اٹھا کر اللھم اللھم کہہ کہہ کر دعا کر رہے ہوتے ہیں اس وقت تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہوتے ہیں اس وقت تو کسی کے آگے اپنی دعا پیش نہیں کرتے۔ لیکن جب دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیر لیتے ہیں تو اس وقت یا علی مدد۔ یا غوث مدد پکار کر یہ فلسفہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری براہ راست نہیں سنتا یہ منطق بڑی عجیب ہے۔

وسیلے کا کیا مطلب ہے؟

شبیر:۔ بھائی حذیفہ اگر وسیلہ پکڑنا صحیح نہیں تو قرآن کریم کی آیت ''یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ کہ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف جانے کیلئے وسیلہ تلاش کرو کا کیا معنیٰ بنتا ہے اس وسیلے سے کیا مراد ہے۔

حذیفہ:۔ جی ہاں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس وسیلے سے کیا مراد ہے بھائی شبیر سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر یا کسی حدیث کی تشریح وہ معتبر ہوتی ہے جو سلف صالحین نے سمجھی اور بیان کی ہو اب قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر یا کسی حدیث کی تشریح آج تک کسی بھی مفسر اور محدث نے نہ بیان کی ہو اور نہ ہی اس سے وہ معنیٰ سمجھا ہو جو کہ بعد کے لوگوں کی اختراع ہو تو ایسی تفسیر اور تشریح معتبر نہیں ہوگی۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے معتزلین نے ایک آیت کو پیش کر کے کہا کہ اس آیت سے تقدیر کا انکار ہوتا ہے اسکے جواب میں عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ یہ آیت صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین نے بھی تلاوت کی تھی لہٰذا انہوں نے کبھی بھی اس آیت کا یہ معنیٰ مراد نہیں لیا جو تم لیتے ہو۔

بھائی شبیر اب آپ نے جو آیت پیش کی جسمیں وسیلے کا ذکر ہے کیا آپ کسی ایک بھی معتبر، مفسر کا قول دکھا سکتے ہیں کہ کسی ایک مفسر نے بھی اس آیت سے وہ معنیٰ مراد لیا ہو جو آپ لیتے ہیں اس آیت کی ذیل میں کبھی کسی مفسر نے یہ نہیں کہا کہ اس وسیلے سے مراد یہ ہے کہ بزرگوں کو پکارا جائے اور اُن سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا عقیدہ رکھ لیا جائے لہٰذا اس آیت سے وہی معنیٰ مراد لیں گے جو سلف صالحین اور بزرگانِ دین نے لیا ہو۔

شبیر:۔ پھر اس آیت میں وسیلے سے سلفِ صالحین نے کیا مراد لیا ہے؟

حذیفہ:۔ اس آیت میں وسیلے سے مراد یہ ہے کہ انسان نیک اعمال کر کے اور گناہوں کو چھوڑ کر اپنے رب کا تقرب حاصل کرے وسیلے سے مراد ہر وہ عبادت اور نیک اعمال ہیں اور گناہوں کا چھوڑنا ہے جنکی بدولت انسان اپنے رب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

عظیم مفسر علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود الالوسی المتوفی ۱۲۷۰ اپنی تفسیر روح المعانی جلد ۶ میں آیتِ وسیلہ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"الوسیلة هی فعیله بمعنی مایتوسل به ویتقرب الی الله عزوجل من فعل الطاعات وترک المعاصی"

(ترجمہ) یعنی وسیلہ فعیلہ کے وزن پر ہے اس کے معنیٰ ہیں طاعت (فرمانبرداری) کر کے گناہوں (نافرمانی) کو چھوڑ کر اللہ عزّ وجل کا قرب حاصل کرنا ہے۔

اسی طرح تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ صفحہ ۱۲۲ میں وسیلے کے معنی درج ہیں

"کہ اطلبوا الیله القربُ فی الدرجات بالا عمال صالحة"

(ترجمہ) طلب کرو تقرب درجات میں اعمالِ صالحہ کے ساتھ۔
تو آپ نے دیکھا کہ مفسرین اس وسیلے سے کیا مراد لیتے ہیں، اور اسکے کیا معنی بیان کرتے ہیں۔
کسی مفسر نے اس وسیلے سے مراد یہ نہیں لیا کہ ہم کسی ولی کو غائبانہ طور پر پکاریں۔ (باقی صفحہ نمبر ۵۳ پر)
شبیر:۔ الحمدللہ آج مجھے وسیلے کا صحیح مفہوم سمجھ میں آیا بھائی حذیفہ ہم اگر کسی زندہ بزرگ کے پاس جا کر دعا کرائیں تو کیا یہ صحیح ہے۔ اسمیں کوئی قباحت تو نہیں؟
حذیفہ:۔ کسی بزرگ کے پاس جا کر اُن سے دعا کی درخواست کرنا بالکل صحیح عمل ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ علماء دیوبند کا تو شروع سے یہی کہنا ہے کہ کسی نہ کسی کامل بزرگ کی صحبت اختیار کی جائے اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے نیک لوگوں کی دعا لینا تو کسی خوش قسمت انسان کا کام ہے لہٰذا آپ کسی کامل بزرگ کی صحبت میں جا کر ان سے دعا کرا سکتے ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ جب تم اویس قرنیؒ سے ملو تو اپنے لئے دعا کراؤ۔
شبیر:۔ بھائی حذیفہ الحمدللہ آج اس مسئلے پر میں مکمل مطمئن ہوا ہوں آپ سے مزید گزارش ہے کہ مجھے اتنے آسان الفاظ میں سمجھا دیں کہ میں کسی اور کو بھی سمجھا سکوں۔
حذیفہ:۔ لیجئے بالکل آسان طریقے سے اس مسئلے کو سمجھئے کہ پکار کے لائق، حاجت روا، مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کو یوں سمجھئے کہ اگر دنیا میں کسی شخص کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اس کے نتیجے میں اگر وہ کسی بزرگ کو پکارتا ہے تو کیا اس بزرگ تک اس کی آواز پہنچتی ہے آپ ہی مجھے سوچ کر بتائیں کہ پاکستان میں ایک شخص بغداد میں مدفون پیرانِ پیرؒ کو پکارتا ہے تو کیا پیران پیر اس کی آواز سن لیتے ہیں ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ
"اِنْ تَدْعُوْا هُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ"
(ترجمہ) اگر تم (اپنے معبودوں) کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔
اور چلیں اگر کچھ دیر کیلئے فرض کرلیں کہ وہ آواز سُنتے ہیں تو اگر ایک ہی وقت میں ہزاروں انسان

اُن کو پکاریں تو کیا ایک ہی وقت میں پیرانِ پیرؒ ہزاروں انسانوں کی پکار سُن لیں گے ہرگز نہیں یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور بھائی شبیر چلو فرض کرلیں کہ سب کی آواز سُنتے ہیں تو آپ ہی سوچیں کہ مہاجر کو تکلیف ہوگی تو وہ اردو میں پکارے گا۔ سندھی کو تکلیف ہوگی تو وہ سندھی میں پکارے گا، بلوچ بلوچی میں پکارے گا، پنجابی پنجابی میں پکارے گا، پٹھان پشتو میں پکارے گا غرض کہ ہر زبان والا اپنی زبان میں پکاریگا تو کیا اللہ کے جن بزرگوں کو پکارا جارہا ہے وہ دنیا کی ساری زبانیں سمجھتے ہیں خود سوچیں کہ پیرانِ پیرؒ دنیا میں عربی اور فارسی جانتے تھے دنیا سے جانے کے بعد کیا وہ دنیا کی ساری زبانیں جاننے لگ گئے نہیں ہرگز نہیں یہ خاصیت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ جو دنیا کہ ساری زبانیں جانتا ہے اور زبانیں تو دور کی بات ہے وہ تو بے زبان جانوروں کی بھی حاجت جانتا ہے تو ایسی صورت میں آپ بتائیں کہ مشکل میں کس کو پکارنا عقلمندی ہے۔

اور آپ سے یہ بھی پوچھتا ہوں کہ ایک گونگا شخص تکلیف میں مبتلا ہو تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس کی حاجت کو جان سکتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ولی یہ جانتا ہے کہ کس کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔

شبیر:۔ تو کیا اولیاء اللہ کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے، اور کون کس تکلیف میں ہے؟

حذیفہ:۔ جی ہاں عالم الغیب اور انسان کے حالات کو مکمل طور پر جاننے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے آپ نے اولیاء اللہ کی بات کی تو سُنیں یہ دیکھیں قرآنِ کریم میں پندرویں پارے کی سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ نے چند بزرگوں کا قصہ بیان کیا ہے جن کو اصحابِ کہف کہا جاتا ہے یہ بزرگ ایک کافر بادشاہ سے چھپ کر ایک غار میں پناہ لئے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں پر تین سو نو (۳۰۹) سال تک نیند طاری کی، تین سو نو سال کے بعد یہ بزرگ جاگے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ"

(ترجمہ) کہنے والے نے ان سے کہا کہ تم کتنا عرصہ ٹھہرے رہے۔

"قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْبَعْضَ يَوْم" (کہف آیت نمبر ۱۹)

(ترجمہ) کہنے لگے کہ ہم (اس غار) میں ایک دن یا آدھا دن ٹھہرے۔

بھائی شبیر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی جنکی ولایت قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور جنکی کرامت، ولایت، تعریف، عظمت و بلندی قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور جن کی ولایت کا منکر بھی کافر ہے کیونکہ ان کی ولایت قرآنِ کریم سے ثابت ہے، اتنے بڑے ولی ہونے کے باوجود ان کو یہ نہیں معلوم کہ دنیا میں تین سو نو سال کا عرصہ گذر چکا ہے، دنیا میں تبدیلی آچکی ہے، جنکو اپنے حال کا اور اپنے غار میں رہنے کا وقت نہیں معلوم اور جن کو اپنی جان کا علم نہیں تو انکو سارے جہان کا علم کسطرح ہوسکتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ اگر جنکو ہم پکارتے ہیں تو ان کو ہمارا حال بھی تو معلوم ہو، وہ ہماری حاجت و تکلیف کا علم بھی تو رکھتے ہوں، لیکن اگر کوئی ہماری حاجت و تکلیف ہی کے بارے میں نہ جانتا ہو تو وہ ہماری تکلیف کس طرح دور کرسکتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کہ جو سب کے حالات جانتا ہے، اور حالات بدلنے پر مکمل قدرت بھی رکھتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا واقعہ آخر کیوں بیان کیا قرآن کریم کی ہر بات و ہر واقعہ میں کوئی نہ کوئی راز ہوتا ہے اس واقعہ میں بھی یہی بتلانا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کو پکارتا ہے تو اس واقعہ پر غور کرلے کہ اتنے بڑے ولیوں کو اپنے حال کا علم نہیں تو کسی دوسرے کی پکار و حالات کا علم کسطرح ہوسکتا ہے؟ یہ تو پھر اولیاء ہیں آئیں آپ کو میں ایک نبی کا قصہ سناتا ہوں، اس لئے کہ کوئی ولی کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا اور کوئی صحابی کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا اور کوئی نبی ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہوسکتا۔

توبات چل رہی تھی ایک نبی کی جن کا نام حضرت عزیر علیہ السلام تھا ایک مرتبہ بستی سے گذر رہے تھے جو تباہ شدہ تھی، وہاں کے مکینوں کی کھوپڑیاں پڑیں تھیں یہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا کہ یااللہ آپ ان کو دوبارہ کس طرح زندہ کریں گے۔

" فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِاْئَةَ عَام ثُمَّ بَعَثَهٗ " (بقرہ ۲۵۹)

(ترجمہ) پس اللہ نے (حضرت عزیر علیہ السلام کو) سو سال تک مارے رکھا پھر (سو سال) بعد اٹھایا۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے عزیر کَمْ لَبِثْتَ (ترجمہ) کتنی مدت ٹھہرے رہے

" قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْبَعْضَ يَوْم "

(عزیر علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں ایک دن یا آدھا دن ٹھہرا۔

قال بل لبثت مِاْئَةَ عام:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ سو سال ٹھہرے رہے۔

بھائی شبیر آپ نے دونوں واقعوں کو غور سے سن لیا ہوگا اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ہماری تکلیفوں کو جاننے والا کون ہے اور ہمیں کس کو پکارنا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر جب کبھی مشکلات آئیں تو انھوں نے صرف ایک اللہ ہی کو پکارا ہم اللہ تعالیٰ سے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"

(ترجمہ) ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔

یہاں پر ہم اللہ تعالیٰ سے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ مانگ رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا انعام کن لوگوں پر ہوا۔ تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ الخ" (پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۶۹)

کہ اللہ تعالیٰ کا انعام انبیاء علیہم اسلام پر ہوا۔

تو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا راستہ اور ان کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے راہ نجات ہے۔

بھائی شبیر اب میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام نے مشکلات میں کس کو پکارا تا کہ ہم بھی ان کے راستے پر چلتے ہوئے اسی ذات کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا بنائیں جن کو ان مقدس ہستیوں نے اپنا کارساز و دستگیر بنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا مشکل کشا:۔

آدم علیہ السلام پر جب تکلیف آئی تو انھوں نے صرف ایک اللہ کو پکارتے ہوئے آہ وزاری کی کہ

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین"

(ترجمہ) اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو بے شک ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مشکل کشا:۔

"وَنُوحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ" (۱۷ انبیاء ع۶)

(ترجمہ) اور نوح جب کہ پہلے اس نے پکارا پس ہم نے اس کی پکار قبول کی اور اس کو اور اسکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا مشکل کشا:۔

حضرت ایوب علیہ السلام ۱۸ سال تک بیمار رہے اس بیماری میں ایوب علیہ السلام نے صرف ایک اللہ کو ان الفاظ سے پکارا

"وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ"

(۱۷ انبیاء ع۶)

(ترجمہ) اور ایوبؑ جب کہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب مہر بانوں سے زیادہ مہربان ہیں پس ہم نے ان کہ دعا قبول کی اور جو کچھ تکلیف تھی اسکو دور کر دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کا مشکل کُشا:۔

حضرت یونس علیہ السلام کو جب کشتی سے سمندر میں پھینک دیا گیا تو مچھلی کے پیٹ میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ

"لاالہ الاانت سبحنك انی کنت من الظلمین" (۱۷ انبیاء رکوع ۶)

(ترجمہ) کوئی بچانے والانہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گناہ گاروں میں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاداور بچادیا اسکو ہم نے اس گھٹن سے اور یوں ہی ہم بچادیتے ہیں ایمان والوں کو۔

حضرت ذکریا علیہ السلام کا مشکل کُشا:۔

جب حضرت ذکریا علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ ایک سوبیس سال ہوگئی اور اولاد نہ ہوئی تو اولاد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے پکارا

"وَزَكَرِيَّا اِذْنَادٰى رَبَّهٗ رَب لَاتَذَرْنِى فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ" (۱۷ انبیاء ع ۶)

(ترجمہ) اور ذکریا جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو اور آپ سب وارثوں سے بہتر ہیں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا مشکل کُشا:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۸۳ برس کی ہوگئی اور اولاد نہ ہوئی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے پکارا

"رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ" (الصٰفٰت ع ۳)

(ترجمہ) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک بیٹا دے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا مشکل کُشا:۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب حضرت یوسف علیہ السلام جدا کئے گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

" وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ"

(ترجمہ) اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکل کُشا:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی تکلیف آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اللہ ہی کو پکارا چنانچہ بدر، احد، اور دیگر کئی مقامات و مشکلات میں صرف ایک اللہ ہی کو پکارا۔ ایک مرتبہ ایک کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار تان کر کہنے لگا کہ "مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ" (تمہیں مجھ سے کون بچائے گا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔

بھائی شبیر آپ دیکھیں کہ ان حضرات انبیاء علیہم السلام نے مشکلات اور مصائب میں صرف ایک اللہ کو پکارا حالانکہ ان میں سے بعض انبیاء علیہم السلام بعد میں آئے لیکن کسی نبی نے اپنے سے پہلے آنے والے نبی کو نہیں پکارا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت آدم اور حضرت نوح علیہم السلام پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام نار نمرود میں گرتے ہوئے صرف ایک اللہ کو پکار رہے ہیں۔

نقطہ:۔ بھائی شبیر میری ایک بات کا جواب دیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء میں درجات کے لحاظ سے کون بلند ہیں۔

شبیر:۔ بھئی یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ اولیاء سے بڑا ہے۔

حذیفہ:۔ اب میری ایک بات توجہ سے سنیں کہ اتنے بڑے بڑے انبیاء پر آزمائش وامتحانات

آئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دین کی خاطر سب سے زیادہ مجھے ستایا گیا۔

اب ان حضرات پر یہ آزمائش واُمتحانات کیوں آئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ اتنے بلند وبالا درجات رکھنے والے انبیاء جب اپنے آپ سے تکلیفیں دور نہیں کر سکتے بلکہ وہ اللہ کے محتاج ہیں تو یہ حضرات کسی دوسرے سے کس طرح تکلیف دور کر سکتے ہیں۔ آپ دیکھیں کوئی نبی ۱۸ سال بیمار ہیں تو کسی نبی کی ۱۲۰ سال تک اولاد نہیں ہو رہی تو کوئی نبی اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام سے ۴۰ سال جدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کے حالات زندگی بیان کر کے یہ بات واضح کر دی کہ یہ تمام مقدس ہستیاں بھی میرے در کی محتاج ہیں۔ جب انبیاء کا یہ حال ہے تو اولیاء کے بارے میں آپ خود سمجھ لیں کہ ان کا درجہ انبیاء سے کس قدر کم ہے۔

شبیر:۔ حذیفہ بھائی آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ میں تو آج تک مشرکینِ عرب کے عقائد پر چل رہا تھا۔ اب انشاء اللہ میں ساری زندگی صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا کارساز ودستگیر سمجھتا رہوں گا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہ اتنی ساری معلومات آپ کو کہاں سے حاصل ہوئیں۔

حذیفہ:۔ چلیں اللہ کا شکر ہے کہ آپ کو میری بات سمجھ میں آگئی اصل میں جو انسان بھی تعصب کی پٹی ہٹا کر علمائے دیوبند کے عقائد سنے گا تو انشاء اللہ راہ ہدایت پائے گا۔ میں نے یہ معلومات اپنے امام صاحب کے درس سے حاصل کی ہیں جو ہر اتوار کو بعد نمازِ عشاء عقائدِ باطلہ کے رد کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں۔ اور ردِ شرک وبدعات کے موضوع پر ان کی کیسٹیں بھی ملتی ہیں۔

شبیر:۔ آپ مجھے بھی ان کا پتہ بتائیں تاکہ میں بھی ان کا بیان سن سکوں۔

حذیفہ:۔ جی ان کا پتہ یہ ہے جامع مسجد عثمانیہ محمدی کالونی سی ون ایریا لیاقت آباد نمبر ۲ نزد لیاقت آباد قبرستان (احقر ہر اتوار کو بعد نمازِ عشاء اس پتے پر عقائد باطلہ کے رد میں بیان کرتا ہے۔)

شبیر:۔ اچھا بھائی اب مجھے اجازت دیں انشاءاللہ اتوار کو درس میں ملاقات ہوگی۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اپنے نبی کے صدقے اس کتابچے کو قبول فرمائے اور لاتعداد انسانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔(آمین)

رَبناَ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوابُ الرَّحِيْمُ۔

صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

۲۹ صفر ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲ مئی ۲۰۰۳ء بروز شب جمعہ

وسیلہ بالذات

شبیر: بھائی حذیفہ بات وسیلے کی چل رہی ہے تو ایک بات مجھے یہ بھی بتا دیں کہ ہم کسی بزرگ کے توسل سے دعا مانگیں تو یہ کیسا ہے۔ یعنی اگر ہم یوں دعا کریں کہ اے اللہ حضورؐ کے وسیلے سے یا پیران پیر کے صدقہ اور انکے وسیلے سے میری دعا قبول فرما تو یہ کیسا ہے۔

حذیفہ: بھائی شبیر اسطرح دعا بالکل صحیح ہے، علماء دیوبند کے بزرگوں نے اپنے عقائد کی ترجمانی کے لیے "المھند" نامی کتاب لکھی ہے۔ جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ کسی زندہ یا فوت شدہ بزرگ کے توسل یا وسیلے سے دعا کرنا بالکل صحیح ہے کیونکہ اس میں دعا بزرگوں سے نہیں بلکہ اللہ ہی سے مانگی جارہی ہے۔

لیکن اتنی بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ کسی بزرگ کے توسل سے دعا کرنا ضروری نہیں سمجھنا چاہیے، اگر کرلی تو صحیح ہے نہ کی تو غلط نہیں کیا۔ لیکن یہ عقیدہ نہ ہو کہ توسل کے ساتھ دعا کرنے سے اللہ کے لئے دعا قبول کرنا ضروری ہو جاتا ہے، بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو قبول کرلے گا اور اگر نا چاہے تو اللہ پر کوئی کسی قسم کا جبر نہیں کرسکتا۔ بہر حال آپ کسی زندہ یا فوت شدہ بزرگ کے وسیلے سے دعا کرسکتے ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

ہم اس سے دور ہوگئے کتنا عجیب ہے
شہ رگ سے بھی جو ذات زیادہ قریب ہے

ناراض ہو وہ جس سے وہ سب سے بڑا شقی
جو اس کو خوش کرے وہ خوش نصیب ہے

جو اس کو یاد رکھے وہی دوست ہے میرا
جو اس کو بھول جائے وہ میرا رقیب ہے

تو دل میں ہو تو خار بیاباں بھی پھول پھول
تیرے بغیر گلشن عالم مہیب ہے

تیری رضا بغیر زبان تک نہ ہل سکے
ثابت ہوا کہ تیرا کرم ہی خطیب ہے

مقبولیت میں شک نہیں رہتا دعا کے بعد
پیشِ نظر جو آپ کا اسم مجیب ہے

محترم شاہین اقبال آثر

نعت

نبیؐ کی یاد ہی سے روح مؤمن شاد ہوتی ہے
نبیؐ کے ذکر ہی سے بزم دل آباد ہوتی ہے

نبیؐ سے عشق کا دعوٰی سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے

ہم ایسے خودغرض عاشق ہیں جو اپنے آقا کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے

عموماً مسخ ہو جاتی ہے عقل فہم انسان
جب اندھی پیروی آباؤاجداد ہوتی ہے

وہیں تعمیر ہوتی ہیں عمارات عمل اے دوست
جہاں عشق نبیؐ ایمان کی بنیاد ہوتی ہے

جسے ہم اصطلاح شاعری میں نعت کہتے ہیں
حقیقت میں دلِ بیتاب کی روداد ہوتی ہے

میں جب اشعار لکھنے بیٹھتا ہوں مدح آقا کی
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

محترم شاہین اقبال آثر

صبح مدینہ شامِ مدینہ

یہ صبح مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک مجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِ نظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اختر غم دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم عالیہ

چار سنہری موتی

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھتا ہے وہ وحی کا منکر ہے۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے وہ معراج اور ہجرت کا منکر ہے۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل سمجھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا منکر ہے۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر و انسان نہ مانے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور والدین کا منکر ہے۔

عقائد کی اصلاح کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ کریں

نام کتاب	مصنف
۱۔ آنکھوں کی ٹھنڈک	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۲۔ دل کا سرور	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۳۔ راہ سنت	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۴۔ عبارات اکابر	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۵۔ ازالۃ الریب	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۶۔ گلدستہ توحید	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب
۷۔ مجموعہ رسائل	حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ
۸۔ اختلافِ امت اور صراط مستقیم	حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ
۹۔ تحفہ اثناء عشری	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
۱۰۔ خطبات صفدر	حضرت مولانا امین اوکاڑویؒ
۱۱۔ خطبات حنفی	حضرت مولانا رب نواز حنفی

ابن الحسن عباسی کی نئی کتاب

مولانا جو پیرایہ اظہار اختیار کرتے ہیں، وہ اردو صحافت میں ایک بالکل منفرد انداز رکھتا ہے۔ انکی سدابہار ادبیت اخبارات کے صفحوں پر کبھی کبھار ہی نظر آتی ہے..... ان (کالموں کے) اقتباسات سے کسی حد تک مولانا ابوالکلام آزاد کے اسلوب کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ مولانا ابن الحسن عباسی کے کالموں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ جس موضوع پر کالم لکھتے ہیں، اُس کے بارے میں ضروری معلومات کو اس طرح یک جا کردیتے ہیں کہ قاری کو کسی دوسرے ذریعے سے معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

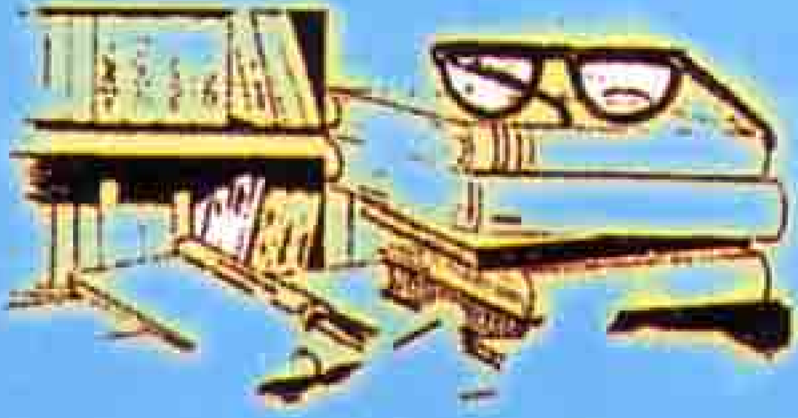
کرنیں

مختلف و متنوع موضوعات پر
لکھے گئے تاثراتی، تجزیاتی، تحقیقی
اور ادبی کالموں کا حسین مرقع

ایک ایسی کتاب جسے آپ یقیناً ایک نشست میں ختم کرنا چاہینگے

مکتبہ عمر فاروق
4/501 شاہ فیصل کالونی
75230

کتابوں کی درس گاہ میں



ابن الحسن عباسی

ہزاروں صفحات کے مطالعہ سے دلچسپ
اور عبرت انگیز واقعات، عبارات، علمی لطائف و
نکات، سبق آموز قصے، بصیرت افروز معلومات۔

ایک ایسی کتاب

جس کا مطالعہ آنکھوں میں آنسو بھی لاتا ہے
اور ہونٹوں پر تبسم بھی، جو بہترین رفیق حضر بھی ہے
اور خوشگوار رفیقِ سفر بھی۔

مکتبہ عمر فاروق
4/501 شاہ فیصل کالونی
75230